افکارِ عقیدت

حمد، نعت، و دیگر نظمیں

عطا عابدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام سے اللہ ہی کے ہے سخن کی ابتدا　　　جو نہایت رحم والا مہرباں ہے جو بڑا

افکار عقیدت

عطا عابدی

▽

''اس کتاب کی اشاعت میں بہار اردو اکادمی کا مالی تعاون شامل ہے۔''

''کتاب میں شائع مواد سے بہار اردو اکادمی کا متفق ہونا ضروری نہیں۔''

''کسی بھی قابل اعتراض مواد کی اشاعت کے لئے خود مرتب رمصنف ذمہ دار ہے۔''

△

افکار عقیدت　　　　عطا عابدی

اپنے اشعار پہ ہے فخر عطاؔ کو تو بجا
تہہ میں معنی کی ہے تو، حرف ونوا میں تو ہے

مکتبہ افکار

بیت العطاء، محلّہ فقیرا خاں، اردو بازار، دربھنگہ ۸۴۶۰۰۴ (بہار)، انڈیا

کتاب : افکارِ عقیدت

شاعر : عطا عابدی

صفحات : ایک سو ساٹھ

سالِ اشاعت : دو ہزار سات عیسوی

تعدادِ اشاعت : چھ سو

ہدیہ : ایک سو پچاس روپے

کمپوزنگ : احسان عالم (گیلیکسی کمپیوٹرس، ترمنی، دربھنگہ)

سرورق خطاطی : ص۔ح۔ حق سیوانی

طباعت : کراؤن آفسیٹ، سبزی باغ، پٹنہ

ناشر : مکتبہ افکار، محلہ فقیرا خاں، اردو بازار، دربھنگہ ۸۴۶۰۰۴ (بہار)

تقسیم کار : بک امپوریم اردو بازار، سبزی باغ، پٹنہ ۸۰۰۰۰۴ (بہار)

کتاب ملنے کے پتے :
☆ ناولٹی بکس، علامہ اقبال چوک، قلعہ گھاٹ، دربھنگہ۔۸۴۶۰۰۴
☆ نوری اردو مرکز، برہولیا، وایہ کنسی سمری، دربھنگہ۔۸۴۷۱۰۶
☆ دارالادب تمر و پور، پوسٹ شیرگھاٹی، ضلع گیا۔۸۲۴۲۱۱

AFKAR-E-AQUEEDAT-BY-ATA ABIDI

2007 ——————— Rs. 150/

MAKTABA AFKAR, DARBHANGA

رابطہ شاعر

ATA ABIDI

C/O-Book Emporium

Urdu Bazar, Subzibagh

Patna-800004, BIHAR (INDIA)

MOBILE:-0934296773

نذر

والد مرحوم عابد حسین انصاری

(وفات: ۵ دسمبر ۱۹۸۴ء)

والدہ مرحومہ سائرہ خاتون

(وفات: ۳ دسمبر ۱۹۸۶ء)

بھیا مرحوم محمد الطاف حسین انصاری (حالی صاحب)

(وفات: ۶ نومبر ۱۹۹۶ء)

بیٹے شہید عطاء اللہ مظفر

(شہادت: ۴ جولائی ۱۹۹۹ء)

کی نذر

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

(اقبال)

انتساب

استاذی محترم
حضرت ناوکؔ حمزہ پوری
کے نام

کس سے کہیں عطاؔ کہ ہے ناوکؔ کی ذات کیا
کوزے میں کاش ہم یہ سمندر سمیٹ لیں

نقوشِ افکار

سورۂ فاتحہ (منظوم)

منقبت ۱۱۰۔۱۱۶

اصلاحیات ۱۱۷۔۱۴۹

مطلع

اللہ کے نام سے ابتدا ہے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے کہ اس نے مجھ جیسے ناچیز و بے بضاعت کو حمد، نعت اور دیگر پاکیزہ کلامی کی توفیق وسعادت سے نوازا۔ میرا خیال ہے کہ حمد ونعت کو صرف شاعری قرار دینا اس کے تقدس و رفعت کے شایان شان نہیں ہے، اسے تو توفیق و سعادت سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ یہ ایسی توفیق وسعادت ہے، جس کا تعلق ''والشعراء یتبعھم الغاوٗن'' کی استثنائی کیفیت ''الا الذین آمنوا الخ'' سے ہے۔ اور بلا شبہ ایسے کلام پر فخر کیا جا سکتا ہے، اسے باعث نجات اور توشۂ آخرت سمجھا جا سکتا ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ حمد ونعت نگاری کو میرے حق میں دنیوی اور اخروی فلاح و ترقی کا ذریعہ وزینہ بنا دے، آمین۔

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کو بیان کرنے کا نام حمد ہے اور یہ ایسا عمل ہے جس کا حق ادا کرنا ممکن ہی نہیں۔ تمام تعریفیں جس کو زیبا ہوں اور تمام دریا کے روشنائی ہو جانے کے باوجود جس کی تعریفیں پوری نہ ہوں، اس کی تعریف کے حق کی ادائیگی بندے سے بھلا کس طور ممکن ہے۔ البتہ اپنی اپنی استطاعت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے معلوم پہلوؤں پر گفتگو، اس کے احسانات بے پایاں کا اعتراف، اپنی عاجزی و بے کسی کا اظہار اور اپنی فلاح و بہبود کے لئے دعائیں مانگنے کا عمل اس کے نیک بندوں کے ذریعہ ہمیشہ سے جاری ہے اور جاری رہے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر دور

اور ہر زبان میں حمد و مناجات پیش کرنے اور لکھنے پڑھنے کی مبارک روایت رہی ہے۔

نعت حضرت محمد ﷺ کی ذات و صفات کو بیان کرنے کا نام ہے۔ حکیم محمد سعید کے لفظوں میں ۔

''رسول اللہ ﷺ سے محبت اور عقیدت ایمان کا لازمی حصہ ہے اور محبت و عقیدت کا شاعرانہ اظہار نعت ہے''۔

اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے محترم اور معزز ذات حضور ﷺ کی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ۔

''اور بلند کیا ہم نے آپ کا ذکر''

''ہم نے آپؐ کو رحمۃ اللعالمین بنا کر بھیجا''

''اور بے شک آپؐ بڑی عظیم خوبیوں کے مالک ہیں''۔

قرآن کریم کی مذکورہ آیات سے حضور ﷺ کی عظمت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

فارسی کے ایک شاعر نے بالکل درست کہا ہے ۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یہی وجہ ہے کہ نعت گوئی کا فن یا عمل جذبہ و عقیدت کے اظہار میں غایت درجہ احتیاط کا تقاضا کرتا ہے۔ بعضوں نے تو نعت گوئی کو تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف بتایا ہے۔ راقم الحروف نے اس نزاکت کو ملحوظِ خاطر رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔

اصلاحیات کے باب میں اسلامی امور و شعائر کی روشنی میں اپنے آپ کو اور اپنے

معاشرے کے ہر فرد کو پاکیزہ افعال کی ترغیب و تلقین دینا ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہمارا فکری اثاثہ ہی نہیں عملی طریقۂ کار بھی ہونا چاہئے۔ اسی احساس کے تحت کچھ نظمیں پیش کی گئی ہیں۔

حمد، نعت اور دیگر اصلاحی نظموں کا یہ مجموعہ ''افکار عقیدت'' آپ کے سامنے ہے۔ مجھے اپنی شعر گوئی کے حوالے سے کوئی خوش فہمی یا دعویٰ نہیں ہے البتہ آپ قارئین کی محبت، شفقت اور قدر افزائی کا یقین ضرور ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ میں نے شعروسخن کے ذریعہ خدا اور رسول کی تعریف نہیں کی ہے بلکہ خدا اور رسول کی تعریف کر کے اپنے شعروسخن کو قابل تعریف بنالیا ہے۔ اگر چند اذہان وقلوب پر بھی ''افکار عقیدت'' کے مفید اثرات مرتب ہوئے تو اس سے بڑی خوش بختی شاعر کی اور کیا ہو سکتی ہے۔ ''افکار عقیدت'' کی زیادہ تر نظمیں اس وقت سے تعلق رکھتی ہیں جب میں درس و تدریس سے وابستہ تھا لہٰذا سادگی و سہل بیانی کے سبب یہ نظمیں اسکول و مدارس کے طلباء و طالبات کی ذہنی سطح سے زیادہ قربت رکھتی ہیں۔ لہٰذا اپنے مطالعہ کے بعد یہ کتاب آپ اپنے بچوں کے حوالے کر دیں، یہ گذارش ہے۔

پروفیسر طلحہٰ رضوی برق صاحب کا شکریہ کہ انہوں نے علالت کے باوجود اپنی آراء سے نوازا۔ ''عکس عقیدت'' کو بہ نظرِ استحسان دیکھنے والے کرم فرماؤں کا بھی ممنون ہوں۔ امید ہے کہ ''افکار عقیدت'' بھی اہل نظر کی نظر میں قابل التفات ٹھہرے گا۔ ان کا بھی شکریہ جن کی معاونت کتاب کے اشاعتی مرحلوں میں مجھے حاصل رہی۔

نیاز مند

عطا عابدی

۲۱ دسمبر، ۲۰۰۷ء

سخنے چند

پروفیسر طلحۂ رضوی برق

[سابق صدر شعبۂ اردو و فارسی، ویر کنور سنگھ یونی ورسٹی، آرہ]

نئی نسل کے جواں سال و خوش فکر شاعر عطؔا عابدی کا شعری مجموعہ ''افکار عقیدت'' بشکل مسودہ پیش نظر ہے۔ عقیدہ اور عقیدت سچ پوچھئے تو ایک ہی لفظ ہے۔ عربی میں عقیدہ کے معنی دلی یقین و اعتقاد کے ہیں یعنی وہ بات جو دل میں ایسی سما جائے اور بیٹھ جائے کہ ہم اسے ایمان کہنے لگیں۔ فارسی میں عقیدت بمعنی گرویدگی کے ہیں گویا دل کسی کی طرف عزت واحترام کے جذبے سے جھکنے لگے تو اسے عقیدت کہیں گے۔

''افکار عقیدت'' کی ترکیب اچھی ہے یعنی مختلف سمتوں میں عقید تمندانہ فکریں۔ لفظ فکر کی وسعت معنی کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا مختلف و متعدد عقیدتوں سے فکر کی جو شعاعیں پھوٹی ہیں وہ بجائے خود انہیں ایک مرکز نور کی حیثیت عطا کرتی ہیں۔

جناب عطؔا عابدی کا کلام میں برسوں سے اخبارات و رسائل میں پڑھتا رہا ہوں۔ صحافتی ادب سے بھی ان کا تعلق اب تو دیرینہ ہو چکا۔ خوشی ہے کہ اردو زبان و ادب کو ایک معتبر صاحب قلم ملا ہے۔ فی زمانہ اردو شاعری میں زباندانی، عروضی واقفیت، مشق و ممارست، ریاض سخن اور مسلمات شعری کی طرف سے پہلو تہی برتی جا رہی ہے۔ اکثر کلام مجلّوں اور جریدوں میں بھی ضابطۂ شعری و اصول فن سے عاری بلکہ ناموزوں نظر آ جاتے ہیں اور یہ صرف مطالعہ کی کمی، رموز سخن سے کم آشنائی اور زبان و بیان کی نزاکتوں سے عدم واقفیت کی بنا پر ہوتا ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ عطاؔ عابدی کی شاعری ان نقائص سے پاک ہے اوران کا پیرایۂ بیان کافی موثر ہے۔وہ دربھنگا جیسے معروف علمی وادبی ومذہبی وثقافتی شہر سے آتے ہیں۔ہیرا اپنی کان سے متعارف ہوتا ہے۔ایک سلیم الطبع ،صالح ،خوش خلق اور مذہب دوست شخصیت اعتدال وتوازن کی حامل ہوتی ہے اوراس کے اسباب صرف یہ ہیں کہ دین ومذہب کی اچھی تعلیم اس میں نیک وبد کی تمیز ،حلال و حرام کی پہچان اور درست ونادرست کی پرکھ پیدا کردیتی ہے ،یہی پرکھ اس کی عقل عمومی پر فراستِ مومنانہ کی صیقل چڑھادیتی ہے اوروہ علم وادب کا صحیح شعوراور ہنروفن کا درک حاصل کرلیتا ہے۔نتیجتاً ایمان ویقین کا نوراسے احساسِ جمال عطا کرتا ہے۔اگرچہ یہ تعلیم کا فیضانِ عام ہے مگر شاعری کے لئے جوقدرِ مطلق واجبی ہے وہ کسی شخص کی موزونیٔ طبع ہے۔اگر طبیعت میں موزونیت نہیں ،جوایک خاص عطیۂ خداوندی ہے تو ہزار علم کے باوجود وہ شاعر نہیں ہوسکتا۔

عطاؔ عابدی کی غزلیں ہوں یا نظمیں ،حمدونعت ہو یا منقبت ومناجات ،ترانہ سحری ہو یا نغمۂ رمضان ،حسرت طیبہ کی تڑپ ہو یا حج بیت اللہ شریف کی سرشاری ،وصیت مادر ہو یا بچوں کے لئے چند پند سودمند ،ہرجگہ ان کی ذہانت وفطانت ،تمیز وشعورادب احساس جمال کے شامیانے میں نظر آتی ہے۔بقول معروف کہ اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے بلکہ وہی آسمانوں اورزمین کا نور ہے، حسن وجمال دراصل اسی روشنی کی دین ہے۔ظلمت وتاریکی جس کا مقدر ہو اس سے کیا امید؟ کہ

دیدۂ کورکو کیا آئے نظر کیا دیکھے

شعبۂ حیات کی خواہ کتنی ہی جدید سے جدید تر راہیں نکل آئیں ،صحتِ فکرونظر کا حامل ان میں رنگینیاں بکھیرتا جائیگا،ان کے حسن وجمال ودلکشی میں اضافہ کا سبب ہوگا۔

اچھا شعر تو ہمارے ذہن کو تصورات کے سنہرے پر لگا کے آسمانی پرواز عطا کرتا ہے۔جہاں سے دھنک رنگ محرابیں اور روشنی کے جھماکے زیرقدم نظر آئیں۔

عطاؔ عابدی کے چند اشعار جابجا سے نقل کرتا ہوں، تاکہ ان سے میری ان باتوں کی عرفانی تائید ہو سکے:

خیال کی ہر اڑان عاجز — پرے ہیں حد سے حدود تیرے

جاری ہر اک بشر پہ ہے یکساں ترا کرم — محمود ہے یہاں نہ کوئی شخص ایاز ہے

وہ کربِ ظلمتِ شب ہو کہ درد کا سورج — ڈرے گا ان سے وہ کیا جس کا آسرا تو ہے

ہر ذرے میں تیری ضو ہر شئے میں ترا پرتو — انفاس میں داخل تو لمحات میں شامل تو

نظامِ مصطفیٰؐ سے موڑ کر منہہ — سکون اپنا یہ دنیا کھو رہی ہے

نعت لکھنے لگا جب تو مجھ پر کھلا — اے عطاؔ شاعری کا ہنر نور ہے

برباد و پریشان تھے بدحال تھے لیکن — فیض آپؐ کا پایا ہے تو کل ہم کو ملا ہے

فیض ہے انؐ کی ذاتِ عالی کا — نام ہے کاینات کا روشن

کتابِ عشق کے حرف جلی ہیں — نصابِ معرفت حضرت علیؓ ہیں

ملی ہیں جن سے گلشن کو بہاریں — ہوائیں آپؓ کے گھر سے چلی ہیں

اک نمونہ چھوڑ جائیں نسل نو کے واسطے — قابلِ تقلید اپنی زندگانی کیجئے

الغرض عطاؔ عابدی کی شاعری محض ادب برائے ادب نہیں بلکہ ادب برائے زندگی ہے اور یہ بڑی بات ہے۔ فضول ولایعنی جدیدیت کا اس پر سایہ بھی نہیں پڑا۔ میں اس کے حسن قبول کے لئے دعا گو ہوں۔

دستخط

برقؔ عفی عنہ

۷/اگست، ۲۰۰۷ء

دانش کدہ، شاہ ٹولی، داناپور کینٹ، پٹنہ۔۸۰۱۵۰۳

سورۂ فاتحہ
(منظوم ترجمہ)

نام سے اللہ ہی کے ہے سخن کی ابتدا
جو نہایت رحم والا، مہرباں ہے جو بڑا

ساری تعریفیں ہیں بس اللہ کو زیبا (عطا)
ہے جو رب العالمین اور مہرباں سب سے بڑا

جو ہے بے حد رحم والا، مالکِ روز جزا
قائم و دائم اسی کے نور سے ہیں دوسرا

مرکز و محور ہے تُو ہی میرے احساسات کا
تیری بخشش، تیری رحمت کا ہوں طالب اے خدا

صرف تیری استعانت کا ہوں طالب اے خدا
پوجتا ہوں تجھ کو، رحمت کا ہوں طالب اے خدا

اے میرے اللہ سیدھا راستہ مجھ کو دکھا
راستہ وہ مستحق ہے جو ترے انعام کا

ایسی راہِ زندگی جس پر غضب نازل ہوا
اے مرے معبود! اس سے ہو نہ میرا واسطا

حمد و مناجات

قُل لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ
كَلِمٰتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا . (سورہ کہف، آیت ۱۰۹)

(تو کہہ اگر دریا سیاہی ہو کہ لکھے میرے رب کی باتیں بے شک دریا خرچ ہو چکے ابھی نہ پوری ہوں میرے رب کی باتیں اور اگر چہ دوسرا بھی لائیں ہم ویسا ہی اس کی مدد کو۔

(ترجمہ: حضرت مولانا محمود حسن صاحبؒ)

ازل ابد ہیں سرود تیرے
نظامِ ہست اور بود تیرے

ہر ایک جا ہے وجود تیرا
تمام اہلِ وجود تیرے

یہ خاک و باد اور یہ آب و آتش
ہیں تیرے شاہد، شہود تیرے

مری عبادت ہے تیرا احساں
جبینیں تیری سجود تیرے

ستارے ہوں یا ہوں چاند سورج
چراغ بے نقص دود تیرے

تری ہی قدرت کا ہے نمونہ
یہ سائباں بے عمود تیرے

یہ جان تیری یہ روح تیری
یہ جسم اور یہ غدود تیرے

بشر پہ کب منکشف ہوئے ہیں
رموز تیرے عقود تیرے

خیال کی ہر اڑان عاجز
پرے ہیں حد سے حدود تیرے

صفات ساری ہیں تجھ کو زیبا
ہیں سارے نام و نمود تیرے

▲▼▲

اے خالق ارض وسما اے حاضر و موجود
ہم سب ترے ہی بندے ہیں تو سب کا ہے معبود

تو مالک و مختار ہے، محتاج تیرے ہم
تو اکمل و بے انتہا، ہم ناقص و محدود

رطب اللساں ہر شے ہے تیری حمد میں دن رات
ہر چیز میں روشن ہے تیری مشعلِ بے دود

دنیا کی نظروں میں بھی ہوں ہم لائق تحسین
ٹھہریں تری میزان پر بھی سکۂ محمود

طالب ہے عطا بس ترے ہی لطف و کرم کا
یارب ہو رضا تیری مری زیست کا مقصود

آغاز و انتہا نہ تیرا ارتکاز ہے
ہر سمت تیری جلوہ گہہ عزّ و ناز ہے

تعریفیں جتنی بھی ہیں وہ ہیں تیرے واسطے
بے مثل تیری ذات ہے تُو بے نیاز ہے

غم کیا کہ مسئلے ہیں کئی اور عدو بہت
کافی ہے تُو میرے لئے تُو کارساز ہے

احمدؐ ہے اپنا رہنما، احساں ہے یہ ترا
ہم سب کو جس کے امتی ہونے پہ ناز ہے

جاری ہر اک بشر پہ ہے یکساں ترا کرم
محمود ہے یہاں نہ کوئی شخص ایاز ہے

باطل کر اس خیال عطاؔ کو مرے خدا
کہتا ہے وہ کہ اس کی شب غم دراز ہے

▲▼▲

تُو ہے سب کے سنگ الٰہی
جو ہو نسل و رنگ الٰہی

راہ سے بھٹکے ہیں، کرتے ہیں
اپنے آپ سے جنگ الٰہی

ذات میں اپنی قید ہیں یوں ہم
فکر و نظر ہے تنگ الٰہی

بے رنگ و بے کیف ہے دنیا
کر اس کو خوش رنگ الٰہی

مرنا بھی حق پر ہو جس سے
زیست کا دے وہ ڈھنگ الٰہی

قلب انساں چاٹ چکا ہے
اپنی انا کا زنگ ، الٰہی

دے دے یہ ادراک عطا کو
پھول ہے کیا ، کیا سنگ الٰہی

▲▼▲

گلشنِ ارض کے پھولوں کی ادا میں تُو ہے
دشت افلاک کی خاموش فضا میں تُو ہے

رعد میں برق میں بادل میں گھٹا میں تُو ہے
صبح میں شام میں ظلمت میں ضیا میں تُو ہے

میرے اس دل میں ہے تُو دل کی دعا میں تو ہے
درد میں تُو ہے مرے، میری دوا میں تُو ہے

دشت وصحرا میں ہے، گلشن کی فضا میں تو ہے
خار کی نوک میں، پھولوں کی قبا میں تو ہے

قصہ کوتاہ ہر اک شئے میں ہے پنہاں تو ہی
خاک میں آگ میں پانی میں ہوا میں تو ہے

اپنے اشعار پہ ہے فخر عطؔا کو تو بجا
تہہ میں معنی کی ہے تُو، حرف ونوا میں تو ہے

▲▼▲

ہر ابتدا بھی ہے تو اور انتہا تو ہے
مری دعا میں ہے تو میرا مدّعا تو ہے

نظر سے میری بظاہر چھپا ہوا تُو ہے
ہے نیک و بد جو عمل اسکو دیکھتا تو ہے

چمن ہو، دشت و بیاباں ہوں خواہ دریا ہو
ہر اک جگہ ترا جلوہ ہر ایک جا تو ہے

ہے میرا دل بھی ترا میرے دل کی لو بھی تری
برنگِ شمعِ شبستاں ہوں میں ضیا تو ہے

حکیم و فلسفی و اہل عقل کیا جانیں
کہ آدمی کے تصور سے ماورا تو ہے

وہ کربِ ظلمتِ شب ہو کہ درد کا سورج
ڈرے گا ان سے وہ کیا جس کا آسرا تو ہے

عطاؔ کو منزلِ مقصود مل ہی جائے گی
کہ اس غریب مسافر کا رہنما تو ہے

▲▼▲

جو ابتدا ہے جو انتہا ہے، وہی خدا ہے وہی خدا ہے
نبیؐ نے جس کو خدا کہا ہے، وہی خدا ہے وہی خدا ہے

وہ جس کے دم سے وجود سارے وہ جس کی خاطر سجود سارے
جو سب سے بے ریب وشک بڑا ہے، وہی خدا ہے وہی خدا ہے

شریک جس کا نہیں ہے کوئی، حریف جس کا نہیں ہے کوئی
جو ہر جگہ ہے مگر چھپا ہے، وہی خدا ہے وہی خدا ہے

جو واحد و بے نیاز ٹھہرا جو کافی اور کارساز ٹھہرا
جو نیت دل بھی جانتا ہے، وہی خدا ہے وہی خدا ہے

ادا سے جس کی جہانِ اکمل، رضا سے جس کی بشر ہے افضل
عطا سے جس کی عطا عطا ہے، وہی خدا ہے وہی خدا ہے

شمعِ یقین
(۱)

کیوں اتنا غم زدہ ہے؟
معلوم جب عطا ہے
اللہ بہت بڑا ہے

بابِ عمل ہوا گُم
لفظوں کے آشیاں میں
بکھرے ہوئے ہیں کانٹے
ارماں کے گلستاں میں
اپنا نہیں ہے کوئی
اپنوں کے اس جہاں میں
مخلص نہیں ہے کوئی
افرادِ کارواں میں
پر کیوں تُو غم زدہ ہے؟
معلوم جب عطا ہے
اللہ بہت بڑا ہے

ہر اک جگہ ہیں چھائے
غم کے مہیب سائے
در پردہ سب عدو ہیں
اپنے ہوں یا پرائے
ایسے میں کوئی کیسے
صبر و سکون پائے
مسدود راستے ہیں
کس سمت کوئی جائے؟
پر کیوں تو غم زدہ ہے؟
معلوم جب عطا ہے
اللہ بہت بڑا ہے

حق کی ہے آزمائش
ظلمت کا سامنا ہے
خاموشیوں کی تہہ تک
طوفانِ غم اٹھا ہے
دیوارِ قہقہہ بھی
رنج و غم و بلا ہے
ہر سو سماعتوں میں
اک شور ہے بُکا ہے

پر کیوں تُو غم زدہ ہے؟
معلوم جب عطا ہے
اللہ بہت بڑا ہے

خطرے میں اب ہے بیڑا
ہر سمت ہے اندھیرا
پردے میں ظلمتوں کے
محبوس ہے سویرا
جس جا نظر اٹھائیں
آفات کا ہے ڈیرا
جذبوں کو نیکیوں کے
شیطان نے ہے گھیرا
پر کیوں تُو غم زدہ ہے؟
معلوم جب عطا ہے
اللہ بہت بڑا ہے

طوفاں کی ہے رفاقت
روٹھا ہوا ہے ساحل

جس پر نگاہ ڈالو
رہزن ہے یا ہے قاتل
یاروں کی ہر ہنسی میں
سو زہر بھی ہے شامل
ہے سدّ راہ ہر شخص
ہر کوئی ہے مقابل
پر کیوں تُو غم زدہ ہے؟
معلوم جب عطا ہے
اللہ بہت بڑا ہے

▲▼▲

شمعِ یقین
(۲)

غم نہیں ٹوٹ جائیں سہارے سبھی، اک خدا کا سہارا ہے کافی ہمیں
دین و دنیا کی دولت ہو قدموں تلے، کُن کا ادنیٰ اشارا ہے کافی ہمیں

چاند تاروں سے اب کوئی رغبت نہیں، پھول سے چہرے ہم کو لبھائیں گے کیا
فرحتِ دل سکونِ نظر کے لئے، سجدہ گہہ کا نظارا ہے کافی ہمیں

ڈگمگائے قدم اپنا ممکن نہیں، چاہے کتنی ہی دشواریاں کیوں نہ ہوں
جادۂ زیست میں رہبری کے لئے، ان کا حسن دلآرا ہے کافی ہمیں

ناخدا اور پتوار کوئی نہیں اور کشتی ہماری ہے ٹوٹی ہوئی
ایسے عالم میں بھی مطمئن سے ہیں ہم، صرف تیرا سہارا ہے کافی ہمیں

کتنا آسان ہے رستہ اسلام کا، غیر کی سجدہ گاہوں کے بدلے عطا
بارگاہِ خداوندِ قدوس میں، ایک سجدہ ہمارا ہے کافی ہمیں

▲▼▲

شمعِ یقین
(۳)

دنیا دشمن، دشمن دنیا، پھر بھی کیا غم ساتھی
ایک خدا ہے کافی مجھ کو ایک خدا ہے کافی

قدم قدم پہ سو سو رہبر بات اپنی سمجھائے
اِدھر چلو اور اُدھر چلو کی ہر دم صدا لگائے
اُن سارے رستوں کی جانب کیونکر دیکھوں گا میں؟
قرآن و سنت کے رہتے کیونکر بھٹکوں گا میں؟
ایک خدا ہے کافی مجھ کو ایک خدا ہے کافی

میرا خدا رحمٰن و رحیم اور حافظ و ناصر بھی ہے
اوّل و آخر میرا خدا ہے حاضر و ناظر بھی ہے

پھر کیوں غیر کے در پر اپنے سر کو رکھوں گا میں؟
قرآن و سنت کے رہتے کیونکر بھٹکوں گا میں؟
ایک خدا ہے کافی مجھ کو ایک خدا ہے کافی

توڑا مجھ سے سب نے رشتہ، پھر بھی پروا کیا ہے
دشمن لاکھوں اور میں تنہا، پھر بھی پروا کیا ہے
تنہائی میں خود کو تنہا کیونکر سمجھوں گا میں؟
قرآن و سنت کے رہتے کیونکر بھٹکوں گا میں؟
ایک خدا ہے کافی مجھ کو ایک خدا ہے کافی

دنیا اپنی جانب کھینچے رنگ اپنا دکھلائے
عیش اور عشرت کو جیون کا مقصد یہ بتلائے
لیکن ایسا کیسے دیکھوں، کیوں یہ سوچوں گا میں؟
قرآن و سنت کے رہتے کیونکر بھٹکوں گا میں؟
ایک خدا ہے کافی مجھ کو ایک خدا ہے کافی

رقصاں ہیں الحاد کے ہر سو کنکر پتھر، خنجر
دائیں بائیں لگا رہا ہے سارا زور ستم گر
عطا مگر توحید کا پرچم کس کر پکڑوں گا میں
قرآن و سنت کے رہتے کیونکر بھٹکوں گا میں؟
ایک خدا ہے کافی مجھ کو ایک خدا ہے کافی

جنونِ عشق سے یارب وہ آشنائی دے
میں تیرا نام لوں اور تُو مجھے دکھائی دے

مجھے کہے ترے محبوبؐ کا جہاں محبوب
مرے وجود کو وہ معتبر ادائی دے

رہے صحیح وسلامت جہازِ قوم و وطن
وہ ناخداؤں کو اطوارِ ناخدائی دے

مجھے زمانہء فرعونیت دیا تو نے
صفت کلیم کی دے اور مدد کو بھائی دے

فسونِ باطلِ عصر جدید توڑوں گا
وہ حوصلہ دے وہ دست گرہ کشائی دے

طواف کعبہ کروں، دیکھوں روضۂ اقدس
مرے نصیب کو اس اوج تک رسائی دے

مقاومت کا ہنر دے عطا کو یا مولا
ہراس و جبر کے ماحول سے رہائی دے

▲▼▲

حلقۂ ظلمت فشاں سے دے رہائی اب مجھے
اپنے دامانِ ترحّم میں چھپا اے رب مجھے

جس میں ہو تیری رضا وہ بات ہی بولوں سنوں
بخش دے اے قادرِ مطلق وہ گوش ولب مجھے

چادر اتنی دے کہ میں اپنا سراپا ڈھک سکوں
دے ہنر ایسا کہ راس آئے مرا منصب مجھے

آزمائش ہر قدم پر، امتحاں ہے ہر گھڑی
زندگی کرنے کا اے مولا سکھا دے ڈھب مجھے

غم ہی غم مجھ کو ملا ہے اس کا کوئی غم نہ ہو
ہو عطا صبر و تحمل کی وہ تاب و تب مجھے

تُو نے دی توفیق تو تجھ سے مخاطب ہے عطاؔ
ورنہ تیری حمد کا ہے ہی سلیقہ کب مجھے

▲▼▲

یارب دلِ دنیا پر کر شانتی نازل تُو
ہے فیض کا مبدا تو' احسان کا حامل تو

ہر ذرّے میں تیری ضَو ہر چیز ترا پرتو
انفاس میں داخل تو لمحات میں شامل تو

ہے نبضِ دو عالم کی دھڑکن سے یہی ظاہر
اک پل بھی نہیں رہتا مخلوق سے غافل تو

دنیا میں رہوں آگے، عقبیٰ میں رہوں آگے
دے مجھ کو مرے مولیٰ وہ جوہرِ قابل تو

تنکے سا یہ بندہ ہے، بس تیرا بھروسہ ہے
ہے بحر تُو، کشتی تُو، منجدھار تُو، ساحل تُو

یہ فہم و فراست بھی بخشی ہوئی ہے تیری
کر اپنے عطا کو اب قرآن کا عامل تُو

▲▼▲

خدایا عزم دے، ہمت بڑی دے
جہانِ دل کو خوشیاں ہر گھڑی دے

نئے فرعون کے اس دورِ نو کو
ضرورت ہے کہ موسیٰ کی چھڑی دے

دلوں سے وسوسوں کے بت ہوں باہر
سروں پر دھوپ ایماں کی کڑی دے

ہے کمہلائی ہوئی کشتِ دل و جاں
یقیں کی رت کو ساون کی جھڑی دے

نہیں یارا کسی بھی امتحاں کا
مجھے مت آزمائش کی گھڑی دے

گنہ دھل جائے سب جس سے عطا کا
دمِ توبہ وہ اشکوں کی لڑی دے

▲▼▲

یارب چمن زیست کو گلہائے اماں دے
نفرت بھرے ماحول کو الفت کا سماں دے

ہم اہل جہاں کے لئے ہوں باعث صد رشک
وہ فکر وہ کردار دے وہ حسنِ بیاں دے

پھر لشکرِ اغیار ہزیمت سے ہو دوچار
پھر بازوئے ملّت کو وہی تاب وتواں دے

انسان کی خدمت ہو مرا مقصد و منصب
وہ حوصلہ وقلب دے وہ دست وزباں دے

ملّت کے ہوں ہم فخر تو ہوں ملک کی ہم شان
توفیق ہمیں خیر کی بے حدّ و گماں دے

ہے دھوپ کا یہ شہر میں بے سایہ ہوں اللہ
سر اپنا چھپانے کو عطا کو بھی مکاں دے

▲▼▲

سن لے تُو مرے دل کی دعاؤں کو الٰہی
اسلام کی راہوں کا بنا دے مجھے راہی

بخشش کی بشارت سے مرے قلب کو کر شاد
بے چین مجھے رکھتا ہے احساسِ گناہی

کب تک خردِ خام کے ہاتھوں رہوں پسپا
دے عشق کی دولت کہ ٹلے سر سے تباہی

ہر حال میں الفاظِ تشکر ہوں زباں پر
افلاس و امیری ہو غلامی ہو کہ شاہی

جو شے کی حقیقت کو سمجھنے کا رکھے دم
آنکھوں کو مری ہو وہ عطا تیز نگاہی

بڑھنے سے تباہی کی طرف مجھ کو بچا لے
ہر صبح مری شام کی دیتی ہے گواہی

ہر شے تیری رحمت کے خزانے سے ہے سیراب
کیونکر رہے محروم ترا بندہ عطا ہی

▲▼▲

دینے والے مری آنکھوں کو وہ بینائی دے
جس طرف دیکھوں ترا نور ہی دکھلائی دے

داغ پیشانی کا محشر میں گہر سا چمکے
میرے مولا مجھے وہ ذوقِ جبیں سائی دے

میری تحریر سے تقریر کا جادو جاگے
میرے اسلوب کو انداز مسیحائی دے

شوق دے گلشن طیبہ کی زیارت کا مجھے
اپنے محبوب سے اک ربط شناسائی دے

تجھ سے اس عاجز و ناچار عطا کی ہے دعا
دسترس فن پہ دے، افکار میں گہرائی دے

مولا ہمیں بچائیو دنیا کے دام سے
آلودہ لب نہ ہو کبھی رزقِ حرام سے

دشمن کے واسطے بھی میں کرتا رہوں دعا
دل میرا پاک رکھ غضبِ انتقام سے

کام آؤں سب کے ہے یہ تمنا مرے خدا
رشتہ ہو استوار مرا خاص و عام سے

ہر شخص دے دعا ہمیں اے ناظمِ جہاں
ہم کو نواز ایسے حسیں انتظام سے

ہر دم مری زباں پہ رہے نامِ مصطفےٰؐ
مہکے سخن عطا کا درود و سلام سے

ہر رنگ نرالا دے، ہر روپ نمایاں دے
یارب مرے گلشن کو وہ لطفِ بہاراں دے

تو زخم سے واقف ہے تو درد سمجھتا ہے
اس زخم کا مرہم دے اس درد کا درماں دے

دنیا کے جو طالب ہیں تُو ان سے بچا مجھ کو
جو تجھ سے ملائے مجھے وہ صحبتِ انساں دے

ہر خوف نکل جائے دل سے مرے دنیا کا
بس ایک تیرا ڈر ہو وہ قوت ایماں دے

عصیاں سے مرا دامن دُھل جائے خدا جس سے
وہ ابرِ کرم برسا وہ بارش احساں دے

جینے کی امنگیں ہوں پر نور ترنگیں ہوں
اس بزم عطؔا کو تو وہ شمع فروزاں دے

▲▼▲

گلشن کو مرے یارب موسم وہ سہانا دے
خوشبو کا خزانہ دے خوشیوں کا ترانہ دے

نفرت کے تعصب کے ہیں گرد و غبار ہر سو
اخلاص کی بارش دے الفت کا زمانہ دے

وہ کام کروں تیرا مرکر بھی رہوں زندہ
توفیقِ شہادت دے جینے کا بہانہ دے

راہوں پہ چلوں تیرے اور آگے جھکوں تیرے
وہ علم وہ جذبہ دے، وہ سر دے وہ شانہ دے

زخموں سے بھرے ہیں ہم، ظلمت سے گھرے ہیں ہم
زخموں کو مسیحا دے، پُرنور ٹھکانہ دے

کہتے ہیں خرد والے، حق راہ میں خطرے ہیں
ہم پھر بھی چلیں ان پر، دل ایسا دیوانہ دے

▲▼▲

آئے نہ بیتے برسوں سا پھر اب اور سال تو اچھا ہو
چہرے سے جھڑ جائے اگر کچھ گرد ملال تو اچھا ہو

کٹھن سوالوں کو حل کرنا اپنے بس کی بات نہیں
ہم کمزوروں کو جو ملے ’آسان سوال‘ تو اچھا ہو

پیش نظر اب تک تو مفاد اپنا ہی ہر دم رہتا تھا
سب کے تئیں اب رہے جو دل میں نیک خیال تو اچھا ہو

راہ نمائی کے منصب سے ہمیں نوازا' کیا کہنا
حق ہو ادا اس منصب کا' دے ایسا کمال تو اچھا ہو

پتّوں سے معمور شجر سندر تو لگتا ہے لیکن
پھل کے بوجھ سے بھی جھک جائے ہر اک ڈال تو اچھا ہو

خوشحالی کے سپنے کب سے مستقبل سے ہیں منسوب
ان خوابوں کی لاج رکھے اب رنگِ حال تو اچھا ہو

▲▼▲

اخلاص و محبت کے حسیں پھول کھلا دے
یارب مرے اس ملک کو گلزار بنا دے

آنکھوں میں سبھوں کی، تُو حسیں خواب سجا دے
ان خوابوں کو تعبیر دے اور حُسن نما دے

ہر کھوئے ہوئے بھائی کو بھائی سے ملا دے
دل میں ہو اگر گرد کدورت تو مٹا دے

ہم آبروئے قوم و وطن کے ہوں محافظ
ہاں شان سے جینے کے لئے مرنا سکھا دے

کھلتے ہیں یہاں رشکِ چمن، رشک جہاں گُل
دنیا کوتُو اس ملک کی خوشبو سے بسا دے

پروردہ مری ہستی ہے اس آب و ہوا کی
اس آب و ہوا کو اثرِ جامِ شفا دے

محفوظ ہر اک رنج و بلا سے رہے بھارت
امن اور اماں کا اسے گہوارہ بنادے

پیارا ہے عطاؔ کو بہت ہر خطّہ وطن کا
دریائے محبت یہاں ہرسمت بہادے

▲▼▲

چہرہ چہرہ آئینہ آنکھوں پر روشن کر دے
اپنوں کو اپنا کر دے دشمن کو دشمن کر دے

یوں میرے خوابوں کو دے روشن روشن تعبیریں
صحرا کو گلشن کر دے خاک کو تو کندن کر دے

منظر منظر وسعت کی طالب اپنی آنکھیں ہیں
دل کی اندھی گپھاؤں میں اے مولا روزن کر دے

فکر و فن کی دنیا میں رہتا ہے اب تیرا عطاؔ
فکر اس کی صالح کر دے، زندہ اس کا فن کر دے

تیرگی ہو یا کوئی خطرہ ہو، تُو موجود ہے
نور میں ڈھلتا، عصائے موسوی بنتا ہوا
بے سکوں ماحول میں محرومیوں کے درمیاں
بس ترا ہی آسرا ہے حوصلہ دیتا ہوا

بزمِ انجم نہ حسنِ قمر دے خدا
غم کی راتوں کو نورِ سحر دے خدا
دے دعا کا سلیقہ مجھے میرے رب
سخن کو مرے اب اثر دے خدا

نعت
و
منقبت

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ (الم نشرح آیت:۴)

(اور بلند کیا ہم نے آپ کا ذکر)

وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (الانبیاء:۱۰۷)

(اور اے نبی! ہم نے تو تم کو دنیا والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے)

یہ فیض احمدؐ کا ہے کہ ہم نے قدم قدم احتیاط پائے
ہدایتوں پر چلے جو انؐ کی، زمانہ کیف اور نشاط پائے

یہ دنیا گو امتحان گہہ ہے نفس نفس گرچہ سدِ رہ ہے
کرم سے انؐ کے حسین ہم نے مراحلِ احتیاط پائے

سوائے احمدؐ کوئی نہیں ہے جو بامِ سدرہ کا ہو مسافر
سوائے احمدؐ ہے کون جو یہ بلندیٔ ارتباط پائے

جہاں یہ کیا ہے؟ جواب اس کے اگرچہ ہیں بے شمار لیکن
جو دینِ اسلام پر چلے وہ جہاں کو مثلِ رباط پائے

یوں ہم پہ الفت کا تاج رکھیو ہماری محشر میں لاج رکھیو
شفیعِ محشر! بروزِ محشر عطا جو کل پلِ صراط پائے

▲▼▲

دل میں حُبِ نبیؐ کی جو خُو رہ گئی
حشر کے دن مری آبرو رہ گئی

مٹ گئیں وقت کی ساری تاریکیاں
آپؐ کی روشنی چار سو رہ گئی

زندگی کو ملا ہے وہ نظم آپؐ سے
دونوں عالم میں یہ سرخرو رہ گئی

آپؐ آئے تو توحید غالب ہوئی
شرک کی ہر ادا بے نمو رہ گئی

دشمنِ جاں ہوئے جاں نثار آپؐ کے
بے نشاں ہو کے شانِ عدو رہ گئی

مجھ کو مکّہ مدینہ دِکھا دیجئے
آرزو اب یہی روبرو رہ گئی

نعت سے ہے عیاں جذبۂ دل عطاؔ
پھر بھی سچ ہے کہ یہ گفتگو رہ گئی

▲▼▲

مرے نبیؐ کا وہ مرتبہ ہے، حیات انؐ سے حیات پائے
حیات اُنؐ سے حیات پائے، حیات انؐ سے ثبات پائے

عقیدۂ محض یہ نہیں ہے، یہ تجربہ میرا بالیقیں ہے
جو عشقِ احمدؐ کے غم کو پالے، ہر ایک غم سے نجات پائے

وہی ہیں دانا وہی مدبرّ، وہی ہیں عالم وہی مفکرّ
انہیں سے ہم سب نے دو جہاں کے رموز پائے نکات پائے

کرم نبیؐ کریم کا ہے سبب فضیلت کا ٹھہرا تقویٰ
نہ ہم نے نسلی غرور پایا' نہ اختلافاتِ ذات پائے

محمدؐ' احمدؐ' رسول' طٰہٰؐ' نبی برحق، شفیع محشر
نہیں کوئی دوسرا کہ جس نے یہ نام اور یہ صفات پائے

میں ایسے میں خوش رہوں نہ کیونکر' میں ناز خود پر کروں نہ کیونکر
خدا کی مجھ پر ہے یہ عنایت کہ لب نے الفاظِ نعت پائے

جو بات لکھے وہ بااثر ہو جو نعت لکھے وہ خوب تر ہو
یہ آرزوئے عطا ہے آقا کہ بات مثلِ نبات پائے

▲▼▲

زمیں سنور سی گئی، آئی آسماں میں جان
حضورؐ! آپؐ کے دم سے ہے دو جہان میں جان

ہر ایک دشت ہوا رشکِ صد چمن اُنؐ سے
بفیضِ ختمِ رسل آئی خاکدان میں جان

شجر سلام کو آئے، حجر نے کلمہ پڑھا
قدم کے لمس سے پیدا ہوئی چٹان میں جان

ہے نور پاش انہیں سے حقیقت ہستی
فسانہ زندہ ہوا آئی داستان میں جان

کچھ ایسا آپؐ نے ''لاتقنطو'' کا درس دیا
مکین جاگ اٹھے آئی ہر مکان میں جان

ہے ان کے لمسِ تنفس کا یہ بھی اک اعجاز
حیات لینے لگی سانس آئی جان میں جان

لکھے تو نعت لکھے اور پڑھے تو نعت عطا
خدا قلم میں دے جان ایسی اور زبان میں جان

▲▼▲

جہل و عصیاں کی بدلی تھی چھائی، ہوئی تیرگی، تیرگی، تیرگی، ہر طرف
لائے تشریف جس دم نبیؐ، ہوگئی، روشنی، روشنی، روشنی، ہر طرف

چودہ سو سال پہلے کا ہر واقعہ پیکر شمع دوراں میں یوں ڈھل گیا
زیست کی شاہراہوں پہ ہے ضوفشاں، آج بھی، آج بھی، آج بھی، ہر طرف

دعوتِ کبریا پر حبیبِ خداؐ جانبِ سدرۃ المنتہٰی جب چلے
ماہ و انجم کے لب سے ہویدا ہوئی، نغمگی، نغمگی، نغمگی، ہر طرف

مرحبا تین سو تیرہ کا قافلہ، زور بازوئے مومن تو دیکھو بھلا
لشکرِ کفر کے درمیاں مچ گئی، کھلبلی، کھلبلی، کھلبلی، ہر طرف

خالق دو جہاں کا یہ احسان ہے، نعت گوئی نے بخشا یہ فیضان ہے
مثل خوشبو کے پھیلی عطا یہ مری شاعری، شاعری، شاعری، ہر طرف

▲▼▲

مدینے کی وہ رہ گزار، اللہ اللہ
جہاں ہر قدم ہے بہار، اللہ اللہ

سرِ عرش ہیں مرحبا کی صدائیں
بشر کا یہ عزّ و وقار، اللہ اللہ

بیاں کس طرح ہو محمدؐ کی عظمت
نہ حد کچھ نہ اس کا شمار اللہ اللہ

ہے شاداب دل تو ہے یہ روح شاداں
سخن کا عطا افتخار، اللہ اللہ

امیروں میں ہے وہؐ نہ شاہوں میں ہے
مگر وقت کے سر براہوں میں ہے

حضورؐ آپ ہی کی ہے بخشی ہوئی
تجلّی جو مومن کی راہوں میں ہے

نہ کی جس نے بھی آپؐ کی پیروی
زمانے کے وہ روسیاہوں میں ہے

زمانے میں ہے سرخ رو بس وہی
جو ہر دم نبیؐ کی نگاہوں میں ہے

عطاؔ جس نے پایا ہے اُمّی لقب
زمانہ اسی کی پناہوں میں ہے

۸۷۸

آپؐ جب تشریف لائے مسکرائی زندگی
حق تو یہ ہے زندگی نے اور پائی زندگی

آپؐ کی صحبت سے روشن چہرۂ دوراں ہوا
اور پھر شمعوں سے بڑھ کر جگمگائی زندگی

آپؐ کی ہستی پہ ہے تاریخ انسانی کو ناز
آپؐ سے پاتی ہے اب بھی رہنمائی زندگی

آپؐ کے فکر و عمل نے آشکارا کر دیا
زندگی کی انتہا ہے ابتدائی زندگی

آپؐ سے ہی آخرت پر ہم نے پایا ہے یقیں
دہر فانی میں تبھی تو رنگ لائی زندگی

محسنؐ انسانیت کی یاد آئے گی ادا
جب کبھی بھی سوچے گی اپنی بھلائی زندگی

آپؐ کی یادوں نے بخشا نعت گوئی کا ہنر
بارشِ انوار میں ہر دم نہائی زندگی

▲▼▲

نبیؐ کی یاد دل میں بو رہی ہے
یہ ساعت وجہِ رحمت ہو رہی ہے

نظامِ مصطفےٰؐ سے موڑ کر منھ
سکوں اپنا یہ دنیا کھو رہی ہے

خدا کی میہمانی کی سعادت
میّسر جز ترے کس کو رہی ہے

سبق لا تقنطو کا ان سے پا کر
وجود اپنا اداسی کھو رہی ہے

عمل دنیا سے کچھ لایا نہیں پر
شفاعت کی توقع تو رہی ہے

درود ان پر سلام ان پر کہ ان سے
بہر سو خیر و برکت ہو رہی ہے

ہے ان سے روشن امکانِ برأت
عبث اپنی تمنا رو رہی ہے

بفیضِ نعت گوئی نعمتِ فن
عطا کا داغِ عصیاں دھو رہی ہے

▲▼▲

مصطفیٰؐ کی ہر اک رہ گزر نور ہے
فرش پُر نور ہے عرش پُر نور ہے

آپؐ آئے تو دھرتی منور ہوئی
آپؐ سے زندگی سر بسر نور ہے

از زمیں تا زمیں، از فلک تا فلک
آپ گزرے جدھر سے ادھر نور ہے

آپؐ کی یاد جس دن سے سینے میں ہے
میرا دل نور ہے میرا گھر نور ہے

منزلیں کیوں نہ چومیں قدم آپؐ کا
آپؐ کا ہر قدم ہر سفر نور ہے

چشمِ جاں چشمِ دل کی شہادت ہے یہ
آپؐ سے ذہن و دل سر بسر نور ہے

آپؐ کا فیض سب پر ہے یکساں یہاں
ہر طرف آپؐ کا مستقر نور ہے

ہوتا کیوں سایہء جسم پاکِ نبیؐ
آپؐ کی ذات تو سر بسر نور ہے

نعت لکھنے لگا جب تو مجھ پر کھُلا
اے عطا شاعری کا ہنر نور ہے

▲▼▲

زندگی نور ہے بندگی نور ہے
بالیقیں ہر ادا آپؐ کی نور ہے

آپؐ محبوب رب آپؐ خیر البشر
آپؐ کا مرتبہ اے نبیؐ نور ہے

آپؐ نور مجسم ہیں نورِ مبیں
ذات پاک آپؐ کی نور ہی نور ہے

آپؐ ہی کی شفاعت کا ہے یہ اثر
حشر میں حشر کی ہر گھڑی نور ہے

کیوں نہ رشکِ بصیرت بصارت کو ہو
آپؐ کے پاؤں کی خاک بھی نور ہے

شمعِ بزمِ ہدایت نہ روشن ہو کیوں
ہر طرف آپؐ کی رہبری نور ہے

آپؐ جب مل گئے تو خدا مل گیا
آپؐ کے نور سے نور بھی نور ہے

فخرِ دنیا ہیں وہؐ فخرِ دیں بھی ہیں وہؐ
اُن کا دم ہر جگہ ہر گھڑی نور ہے

نعت گوئی کا یہ فیض ہے اے عطاؔ
میرے حق میں مری شاعری نور ہے

▲▼▲

ہر اک سمت روشن کرن اللہ اللہ
نبیؐ کا مقدس وطن اللہ اللہ

جو رب اور محبوبِ رب سے ملادے
وہ فن اور وہ فکرِ سخن اللہ اللہ

شفا ہی شفا ہے جو رشکِ دوا ہے
وہ لب وہ لعابِ دہن اللہ اللہ

معطّر ہے جس سے یہ دنیا ابھی تک
وہ خوشبو وہ رنگِ چمن اللہ اللہ

نچھاور ہے کونین کا حسن جس پر
وہ چہرہ وہ اس کی پھبن اللہ اللہ

صدا مرحبا کی فلک سے ہویدا
وہ معراج کی انجمن اللہ اللہ

درودوں کا تحفہ سلاموں کا ہدیہ
ہوا نذرِ شاہِ زمن اللہ اللہ

جگا تی ہے دل میں نبیؐ کی تمنا
عطاؔ کی یہ فکرِ سخن اللہ اللہ

▲▼▲

ملی جو دولت اذان جیسی
یہ جان اپنی ہے جان جیسی

ہر ایک پہلو ہے انؐ کا روشن
ہر اک صفت خاوران جیسی

یہ فیض ہے انؐ کی خاکِ پا کا
کہ ہے زمین آسمان جیسی

نہ ثانی ان کا نہ سایہ ان کا
نہیں مثال ان کی شان جیسی

وہاں بھی ان کا یقیں یقیں ہے
جہاں ہے ہر شے گمان جیسی

ہے ان کی رحمت کی آس عابدؔ
کہ دنیا ہے امتحان جیسی

گلہائے زندگی کو نکھارا نہ جائے گا　　حسنِ عمل سے دل کو سنوارا نہ جائے گا
راہِ یقیں سے خود کو گزارا نہ جائے گا　　انسانیت کا اوج پہ تارا نہ جائے گا

جب تک مرے نبی کو پکارا نہ جائے گا

راہِ عمل میں تھک کے یونہی سو گئے اگر　　بازارِ حسن فانی میں ہم کھو گئے اگر
گل کی بجائے خار یہاں بو گئے اگر　　احمدؐ کے نقشِ پا سے الگ ہو گئے اگر

پیچ و خم حیات سنوارا نہ جائے گا

وہ آشنا ہو اپنا کہ ہو کوئی اجنبی   کردار کا ہو غازی کہ گفتار کا دھنی
حالات کا ہو مارا کہ ہو وقت کا غنی   منکر خدا کا ہم اسے سمجھیں گے اے نبی

جس دل میں نام احمدؐ اتارا نہ جائے گا

حکم خدا سے پیش نبیؐ آئے جبرئیل   مکّے سے عرش پر انہیں لے آئے جبرئیل
جب حد آسماں سے بڑھے آگے جبرئیل   سدرہ پہ جاکے بولے یہ حضرت سے جبرئیل

اب اس سے آگے پانو ہمارا نہ جائے گا

منزل ہے میری گم رہِ پرخار میں ہنوز   گرچہ یقیں ہے پردۂ اسرار میں ہنوز
ملتا نہیں ہے در کوئی دیوار میں ہنوز   کیا غم کہ میری ناؤ ہے منجدھار میں ہنوز

وہ ساتھ ہیں تو دور کنارا نہ جائے گا

امکاں کا گم ہنوز ہے گو رستہ اے عطاؔ   پائے امید گرچہ ہے افسردہ اے عطاؔ
پلنے لگا ہے ذہن میں یہ جذبہ اے عطاؔ   طیبہ سے دور رہ کے اب اک لمحہ اے عطاؔ

مجھ سے کسی طرح بھی گزارا نہ جائے گا

چمکا جو مثلِ نور وہ فاراں کی گود میں
''لاکھوں چراغ جل گئے طوفاں کی گود میں''

رحمت ہیں آپؐ سارے زمانے کے واسطے
سارا جہاں ہے آپؐ کے احساں کی گود میں

ایوانِ کفر پر وہ لگی ضرب آپؐ کی
دنیا سمٹ کے آگئی ایماں کی گود میں

دل کو ملا وہ حوصلہ احمدؐ کے نام سے
ہنستا رہا میں گردشِ دوراں کی گود میں

یارب رسولؐ کی ہو شفاعت مجھے نصیب
محصور ہے یہ دل اسی ارماں کی گود میں

قسمت پہ اپنی ناز کروں کیوں نہ میں عطاؔ
میری جگہ ہے رحمتِ یزداں کی گود میں

▲▼▲

ہاں عشقِ محمدؐ کا یہ پھل ہم کو ملا ہے
ہر مسئلہء زیست کا حل ہم کو ملا ہے

اپنائے گی دنیا اسے، کل آپؐ کے در سے
جینے کا جو دستورِ عمل ہم کو ملا ہے

برباد و پریشان تھے' بدحال تھے لیکن
فیض آپؐ کا پایا ہے تو کل ہم کو ملا ہے

جس راہ پہ ملتا ہے خدا، آپؐ کے دم سے
صد شکر کہ وہ مارگ سپھل ہم کو ملا ہے

اک بار تھی یہ زیست مگر آپؐ کے صدقے
شاہد ہے زمیں، جینے کا بل ہم کو ملا ہے

مسمار اسے کر پائیں گے کیا کفر کے جھٹکے
ایماں کا وہ مضبوط محل ہم کو ملا ہے

جنت کی کیاری ہے عطا آپؐ کی چوکھٹ
دنیا ہی میں جنّت کا بدل ہم کو ملا ہے

▲▼▲

جادہ جادہ حیات کا روشن
پہلو پہلو ثبات کا روشن

حرف حرف اُنؐ کی بات کا روشن
نور عرفانِ ذات کا روشن

آپؐ کے عکسِ رخ کا ہے صدقہ
رنگ ہے کائنات کا روشن

دن تو دن، فیضِ ذاتِ اقدس سے
ہوگیا بخت رات کا روشن

فیض ہے انؐ کی ذاتِ عالی کا
نام ہے کائنات کا روشن

اٹھی جس سمت بھی نظر اُنؐ کی
ہوا منظر حیات کا روشن

آپؐ کے نور سے ہوا جاری
سلسلہ کائنات کا روشن

اُن کے فکر و عمل کی تابش سے
آئینہ شش جہات کا روشن

اُنؐ کا ہوتے ہی، ہوگیا عابدؔ
ہر اک امکاں نجات کا روشن

▲▼▲

گُم، بغیر احمدؐ کے، چہرۂ زمیں ہوتا
چشم ہائے امکاں میں نور یوں نہیں ہوتا

آپؐ سے اخوت کا رنگ نکھرا نکھرا ہے
ورنہ زندگانی کا چہرہ کب حسیں ہوتا

عصر کی ساری خوشیاں مجھ پہ رشک کرتیں کاش
عشقِ مصطفیٰ کا غم دل میں جاں گزیں ہوتا

آپؐ کی عنایت ہے، آپؐ کا کرم ورنہ
سینۂ گماں میں کب ضوفشاں یقیں ہوتا

گلستانِ عالم میں آپؐ اگر نہیں ہوتے
شور و شر کا ہر جانب رقصِ آتشیں ہوتا

دل کی کیفیت ہوتی آنکھوں سے بیاں ہر دم
شہرِ سبز گنبد کا کاش میں مکیں ہوتا

▲▼▲

ہوا جب سے دل محوِ یادِ نبیؐ میں
عجب لطف ملنے لگا زندگی میں

دل و جاں نچھاور ہوں راہِ نبیؐ میں
خدا کاش لائے وہ دن زندگی میں

وہ پل جو گزر جائے یادِ نبیؐ میں
وہ پل حاصلِ زیست ہے زندگی میں

نہ صورت میں ہمسر کوئی آپ کا ہے
نہ ثانی ہے سیرت کی تابندگی میں

یہ ثمرہ ہے تعلیمِ محبوبِ حق کا
کہ انسانیت کی ہے خُو آدمی میں

ہوا دل جو معمور حُبِّ نبیؐ سے
ملا بندگی کا مزہ بندگی میں

عطاؔ بڑھ گئی حد سے تاثیر اس کی
محمدؐ کا نام آیا جب شاعری میں

▲▼▲

ہزاروں اہلِ کمال گزرے، کوئی بھی انؑ سا مگر نہیں ہے
انہیں بلندی ملی وہ جس کی بلندیوں کو خبر نہیں ہے

طہارتوں کو ہے ناز جس پر، انہیں کا فکر و عمل ہے ایسا
ہیں ایسے فاتح دلوں کے وہ کہ مثالِ فتح و ظفر نہیں ہے

وہ جاگے تو تاب مہر پائے، وہ چہرہ چمکے تو رات جاگے
وہ ایسا منبع ہے روشنی کا، اگرچہ شمس و قمر نہیں ہے

ہر ایک سمت احترام ان کا، ہے سب سے اونچا مقام ان کا
کوئی بھی انؐ سا نبی نہیں ہے کوئی بھی انؐ سا بشر نہیں ہے

عطائے رب سے ہے عشقِ احمدؐ ہے عشق احمد سے نعت گوئی
یہ نعت گوئی کا مرتبہ ہے فقط سخن کا ہنر نہیں ہے

خدا کی ذات و صفات میں تم کبھی کسی کو نہ کرنا شامل
عطا یہ ارفع پیامِ وحدت، جو بھولا وہ راہ پر نہیں ہے

▲▼▲

جہاں مصطفیٰ کی ہے گفتگو، جہاں ذکر و فکر رسولؐ ہے
ہیں وہیں خدا کی عنایتیں، وہیں برکتوں کا نزول ہے

وہاں امن و صلح کی ہے فضا، کوئی غم زدہ نہ ملول ہے
جہاں فیضِ خیرا نام ہے، جہاں دل میں عشقِ رسولؐ ہے

یہ قمر تو چہرے کی ہے جھلک، یہی مشک سانسوں کی ہے مہک
یہ کواکب اور یہ کہکشاں فقط انؐ کی راہوں کی دھول ہے

یہ جہان جس سے مہک اٹھا، جو فلک کا رنگ نکھر گیا
وہ ہے خوشبو آپؐ کی ذات کی، وہ نبی کے نام کا پھول ہے

سبھی دور کی سبھی عہد کی، یہی ایک بات ہے بس کھری
کوئی مصطفےٰؐ سا نہیں بشر، نہیں کوئی انؐ سا رسول ہے

وہی کامراں یہاں چار سُو وہی دو جہاں میں ہے سرخرو
جسے فخرِ حُبِ رسولؐ ہے جسے یاد درسِ رسولؐ ہے

بے شبہ آپؐ کا ہر عمل ، ہے کلامِ حسن کا آئینہ
اسی آئینے کا وہ عکس ہے یہاں جو بھی حُسنِ اصول ہے

کوئی لاکھ راہوں کا دے نشاں کبھی اس سے ہو نہ نہ بدگماں
رہِ مصطفےٰؐ کے سوا عطاؔ کسی رہ پہ چلنا فضول ہے

▲▼▲

نعتِ نبیؐ سے لب ہو معطرؔ، دل کی تمنا کتنی حسیں ہے
اِس سے بڑھ کر حُسن کہیں ہے؟ کہیں نہیں ہے، کہیں نہیں ہے
اُنؐ سے بڑھ کر کوئی حسیں ہے؟ کوئی نہیں ہے کوئی نہیں ہے
اِس سے بڑھ کر حُسن کہیں ہے؟ کہیں نہیں ہے، کہیں نہیں ہے

رحمتِ عالم منصب انؐ کا، خود ہی ثنا خواں ہے رب انؐ کا
انؐ کی شان کا کیا کہنا ہے، ہر شان انؐ کے زیرِ نگیں ہے
اِس سے بڑھ کر حسن کہیں ہے؟ کہیں نہیں ہے کہیں نہیں ہے
اُنؐ سے بڑھ کر کوئی حسیں ہے؟ کوئی نہیں ہے کہیں نہیں ہے

شاہ و گدا کا فرق مٹا دے، پتھر کھائے پھر بھی دعا دے
لطف و عطا کا ایسا پیکر کہیں بھی ان کے سوا نہیں ہے
اِس سے بڑھ کر حُسن کہیں ہے؟ کہیں نہیں ہے کہیں نہیں ہے
اُن سے بڑھ کر کوئی حسیں ہے؟ کوئی نہیں ہے کہیں نہیں ہے

ارض و سما کی آپؐ نے دوری، چشم زدن میں طے کر ڈالی
روشن ہیں افلاک ابھی تک، اور منوّر ساری زمیں ہے
اِس سے بڑھ کر حُسن کہیں ہے؟ کہیں نہیں ہے کہیں نہیں ہے
اُن سے بڑھ کر کوئی حسیں ہے؟ کوئی نہیں ہے کہیں نہیں ہے

فرد و حرب کی کثرت دیکھو، تین سو تیرہ صرف ادھر کو
پھر بھی اُدھر پسپائی ہزیمت اور اِدھر کو فتح مبیں ہے
اِس سے بڑھ کر حُسن کہیں ہے؟ کہیں نہیں ہے کہیں نہیں ہے
اُن سے بڑھ کر کوئی حسیں ہے؟ کوئی نہیں ہے کہیں نہیں ہے

ہاتھ سے جس کے نور سا چہرہ، گرد و غبار کا مسکن ٹھہرا
اُس کے حق میں بھی ہیں دعائیں، اس کے سامنے خندہ جبیں ہے
اِس سے بڑھ کر حُسن کہیں ہے؟ کہیں نہیں ہے کہیں نہیں ہے
اُن سے بڑھ کر کوئی حسیں ہے؟ کوئی نہیں ہے کہیں نہیں ہے

ارض وسما کی ساری بلندی آپؐ کے قدموں میں ہے رہتی
آپؐ کا رتبہ کیسے بیاں ہو، آپؐ سے دنیا آپؐ سے دیں ہے
اِس سے بڑھ کر حسن کہیں ہے؟ کہیں نہیں ہے کہیں نہیں ہے
اُنؐ سے بڑھ کر کوئی حسیں ہے؟ کوئی نہیں ہے کہیں نہیں ہے

وحدت کا درس انؐ سے ملا ہے، ہم پہ بڑا احسان ہوا ہے
در در جھکنے کی زحمت سے دور عطا یہ اپنی جبیں ہے
اِس سے بڑھ کر حسن کہیں ہے؟ کہیں نہیں ہے، کہیں نہیں ہے
اُنؐ سے بڑھ کر کوئی حسیں ہے؟ کوئی نہیں ہے، کہیں نہیں ہے

▲▼▲

بس ایک جست میں شمس و قمر سے آگے ہے
مرے نبیؐ کا قدم رہ گزر سے آگے ہے

یقیناً آپؐ پہ دونوں جہان ہے روشن
نگاہ آپؐ کی حدِ نظر سے آگے ہے

یہ مانا ہیں وہ بشر، نور بھی تو ہیں لیکن
مقام انؐ کا مقامِ بشر سے آگے ہے

جدھر سے آپؐ ہیں گزرے وہ راہ ہے روشن
کہ شب بھی آپؐ کی نورِ سحر سے آگے ہے

مقامِ سدرہ پہ جبریلؑ رک کے یہ بولے
کہ منزل آپؐ کی حدِ سفر سے آگے ہے

عطاؔ سے انؐ کی صفت کس طرح بیاں ہو بھلا!
کہ انؐ کا ذکر شعورِ ہنر سے آگے ہے

نبیؐ کا نام ہے عالی شان   نبیؐ کا کام ہے عالی شان

جگ مگ جگ مگ چندا کرتے جھل مل جھل مل تارے   رم جھم رم جھم رحمت برسے، جیون پتھ اجیارے
جدھر جدھر سے وہ گزرے وہ گام ہے عالی شان   نبیؐ کا نام ہے عالی شان، نبیؐ کا کام ہے عالی شان

ان کے وسیلے سے ہم نے ایمان کی دولت پائی   ان کا ہی فیضان ہے جو قرآن کی نعمت پائی
ہر صفحہ جس کا رب کا انعام ہے عالی شان   نبیؐ کا نام ہے عالی شان، نبیؐ کا کام ہے عالی شان

رب نے انہیں محبوب کہا اور اپنا مہماں بنایا   رب سے آپؐ نے کیا نادر معراج کا تحفہ پایا
بندے پر یعنی رب کا اکرام ہے عالی شان   نبیؐ کا نام ہے عالی شان، نبیؐ کا کام ہے عالی شان

شہر مدینہ منظر منظر امن و اماں کا مسکن   گلی گلی طیبہ کی روشن مثل وادیٔ ایمن
صبح ہے عالی شان وہاں کی شام ہے عالی شان   نبیؐ کا نام ہے عالی شان، نبیؐ کا کام ہے عالی شان

کیوں نہ کریں ہم رشک کہ ہم کو اپنا نصیبہ خوب ملا
رحمتِ عالم کی صورت میں رب کا ہمیں محبوب ملا

آپؐ ہیں سرورِ دنیا بے شک آپؐ ہیں شافعِ محشر بھی
یہ عالم ہو یا وہ عالم آپؐ ہی سے منسوب ملا

روشن و باقی جس کی عبارت دیکھنا جس کا کارِ ثواب
آپؐ ہی سے پیغامِ خدا پر مبنی وہ مکتوب ملا

آپؐ سے رب کو جانا ہم نے دو جگ کو پہچانا ہے
رب کو جو ہے مرغوب ہمیں وہ جینے کا اسلوب ملا

شعر و سخن کی صنفِ مکرّم نعت عطا تحریم طلب
ذکرِ نبیؐ میں رم کر سمجھو فن کیونکر مجوب ملا

چشم تصور نے اک سپنا انؐ کے گھر کا دیکھا ہے
ذرہ ذرہ روشن ہم نے اپنی ڈگر کا دیکھا ہے

چاند ستارے نہیں ہیں لیکن راتیں جگمگ کرتی ہیں
سورج سا تابندہ منظر شام و سحر کا دیکھا ہے

تین سو تیرہ نے کر ڈالا پسپا فوج اعداء کو
دنیا نے ایسا بھی منظر جنگ وظفر کا دیکھا ہے

پل میں عرش معلیٰ پہنچے اور پھر واپس آئے ہیں
چشم جہاں نے ایسا بھی انداز سفر کا دیکھا ہے

نبیوں کے سردار ہیں وہؐ اللہ کے ہیں محبوب، عطاؔ
دنیا نے کب ایسا رتبہ ایک بشر کا دیکھا ہے

حضرت ابوبکر صدیقؓ

بعد از خدا بزرگ نبیؐ قصہ مختصر
بعد از نبیؐ بزرگ توئی قصہ مختصر

ہے منفرد مقام کہ ہیں آپؓ یارِ غار
مقصودِ زیست عشقِ نبی قصہ مختصر

راہِ خدا میں یوں کیا قربان جان و مال
کوئی نہیں ہے اُن سا سخی قصہ مختصر

بخشی نبیؐ نے ان کو امامت نماز کی
توقیر آپؓ کو یہ ملی، قصہ مختصر

صدیق کا خطاب نبیؐ نے دیا انہیں
سچ کہنے کی جزا یہ ملی، قصہ مختصر

بعد از خدا بزرگ نبیؐ قصہ مختصر
بعد از نبی بزرگ توئی قصہ مختصر

▲▼▲

حضرت علیؓ

کتابِ عشق کے حرفِ جلی ہیں
نصابِ معرفت حضرت علیؓ ہیں

سرِ میدان ہیں شیرِ خدا اور
سرِ محفل وہ ولیوں کے ولی ہیں

ذہانت اور شجاعت کی ادائیں
بلاشک آپؓ کے تابع پلی ہیں

ملی ہیں جن سے گلشن کو بہاریں
ہوائیں آپؓ کے گھر سے چلی ہیں

درِ خیبر اٹھایا پشت پر اور
بلائیں وقت کی ان سے ٹلی ہیں

بنی ہاشم سے ہیں پہلے خلیفہ
فضائیں ان سے روشن اور بھلی ہیں

نہ کی بچپن میں بھی بت کی پرستش
ادائیں نور میں ان کی ڈھلی ہیں

ہوئے ہیں شوہرِ خاتونِ جنّت
معزز محترم حضرت علیؓ ہیں

نشاں ان سے مٹا وہم و گماں کا
یقیں کی کھیتیاں پھولی پھلی ہیں

▲▼▲

اے عاشق حسینؓ

صحرا میں گُل کھلا کہ ہے تُو عاشقِ حسینؓ
حسنِ چمن بڑھا کہ ہے تُو عاشقِ حسینؓ

اے عاشقِ حسینؓ

خنجر بکف ہے لشکر اعداؑ پہ غم نہ کر
سجدے میں سر جھکا کہ ہے تُو عاشقِ حسینؓ

اے عاشقِ حسینؓ

"قتلِ حسینؑ اصل میں مرگِ یزید ہے"
دنیا کو یہ بتا کہ ہے تُو عاشقِ حسینؑ

اے عاشقِ حسینؑ

راہِ خدا میں جان لٹانا بھی ہے شَرَف
ہے فیضِ کربلا کہ ہے تُو عاشقِ حسینؑ

اے عاشقِ حسینؑ

آمادۂ ستم ہے عدوئے سیاہ کار
گھبرا نہ اے عطاؔ کہ ہے تُو عاشقِ حسینؑ

اے عاشقِ حسینؑ

▲▼▲

اصلاحیات

رباعی

دہلیز پہ جب شمعِ فروزاں دیکھو
تنویر کا غم، شامِ غریباں دیکھو
ہر آن بساؤ نئی دنیا، لیکن
اک آن ذرا شہرِ خموشاں دیکھو

▲▼▲

قطعہ

(اہلِ قبور سے مخاطب ہو کر)

دیکھ! وہ تجھ کو اسیرِ تیرگی کر کے چلا
عمر بھر جس کے لئے تو روشنی کر کے چلا
جینے والا زندگی کو راز ہی کہتا رہا
ہاں مگر تُو فاشِ رازِ زندگی کر کے چلا

▲▼▲

نغمۂ رمضان

ساحل پہ مرادوں کے مومن کا سفینہ ہے
رمضاں جسے کہتے ہیں رحمت کا مہینہ ہے

ہے وقت طہارت کا، قرآں کی تلاوت کا
ہے کیف عبادت میں جینے میں قرینہ ہے

دیکھ اپنی نگاہوں سے فیضانِ صیام اے دل
نقشِ قدمِ مومن، فردوس کا زینہ ہے

الطاف و عنایت کے دریا ہیں رواں ہر سُو
مومن کے لئے رب کی رحمت کا خزینہ ہے

سرکارِ دو عالمؐ کی یاد آئی ہے کیا دل کو؟
ہر سمت فضاؤں میں خوشبوئے مدینہ ہے

مانگو گے عطا جو بھی پاؤ گے سوا اس سے
رَمَضاں کا مہینہ تو رحمت کا مہینہ ہے

▲▼▲

رمضان المبارک

ہر دم ہے یہاں بارشِ فیضان کا عالم
اللہ غنی یہ مہہِ رمضان کا عالم

انوارِ مقدس سے ہیں معمور فضائیں
ہر سو ہے عیاں بندوں پہ احسان کا عالم

روزے کی جزا جب کہ ہے اللہ تعالیٰ
کیسے نہ ہو پھر اوج پہ ایمان کا عالم

تقویٰ کی صفت سے رہیں معمور ہمیشہ
مسلم کو ہے یہ عہد کا پیمان کا عالم

ہر سمت ہے اذکار سے اک جشنِ بہاراں
روشن ہے عبادات کے ارکان کا عالم

کس درجہ بلندی پہ ہے تقدیر مسلماں
دوزخ سے رہائی کے ہے امکان کا عالم

فردوس کے در وا ہیں تو شیطاں ہے مقید
اللہ رے اللہ کے احسان کا عالم

کھو جائے نہ غفلت میں عطا وقت غنیمت
ملتا ہے نصیبوں ہی سے رمضان کا عالم

▲▼▲

ترانۂ سحری

اٹھ جاؤ رب کے پیارو سحری کا وقت آیا
اے پیارے روزہ دارو سحری کا وقت آیا

بستر سے اٹھ کھڑے ہو مولا کا نام لے کر
آئے ہیں حور و غلماں رحمت کا جام لے کر
رحمت کھڑی ہوئی ہے نعمت تمام لے کر
کچھ عاقبت سنوارو سحری کا وقت آیا

اٹھ جاؤ رب کے پیارو سحری کا وقت آیا
اے پیارے روزہ دارو سحری کا وقت آیا

خوابیدہ زندگی سے ناطہ اب اپنا توڑو
اللہ کی رضا کی جانب دل اپنا موڑو
رشتہ خدا سے جوڑو، سستی کو اپنی چھوڑو
غفلت کو اپنی مارو، سحری کا وقت آیا
اٹھ جاؤ رب کے پیارو سحری کا وقت آیا
اے پیارے روزہ دارو سحری کا وقت آیا

بٹنے لگی ہے رحمت، جاگو عزیزو جاگو
نعمت سے دو جہاں کی تم اس طرح نہ بھاگو
آؤ لگائیں نعرہ ہر سمت، جاگو جاگو
ہر شخص کو پکارو، سحری کا وقت آیا
اٹھ جاؤ رب کے پیارو سحری کا وقت آیا
اے پیارے روزہ دارو سحری کا وقت آیا

آواز دے رہی ہیں سو نعمتیں خدا کی
مانو خدارا مانو باتیں یہ تم عطا کی
مانگو دعا خدا سے ہے یہ گھڑی دعا کی
زلفِ عمل سنوارو سحری کا وقت آیا
اٹھ جاؤ رب کے پیارو سحری کا وقت آیا
اے پیارے روزہ دارو سحری کا وقت آیا

حسرتِ طیبہ

(۱)

نعمتِ حج میسّر ہو کیسے مجھے؟ رات دن بس یہی سوچتا رہ گیا
حج کو ہر سال حجاج جاتے رہے، میں کھڑا ہاتھ ملتا ہوا رہ گیا

جب بھی حج کا مہینہ قریب آ گیا، عازمِ حج کے چہرے کی رونق بڑھی
اف مگر اپنی میں کیفیت کیا کہوں، خانۂ دل میں کچھ ٹوٹتا رہ گیا

صبر کر اِس برس، اگلے سال اے عطاؔ، پوری ہوگی تمنا یقیناً تری
ہر برس یوں تسلّی کے الفاظ سے دل کے بہلانے کا سلسلہ رہ گیا

بارشِ غم میں ٹھٹھری ہوئی زندگی، منجمد گرچہ ہر لمحہ ہوتی رہی
پھر بھی طیبہ کی حسرت نہ دل سے گئی، دیپ امکاں کا ہر سو جلا رہ گیا

دسترس میں تمہاری بھی جب دوستو، دردِ غم کی نہیں میرے کوئی دوا
ہاتھ اٹھاؤ دعا کو بصد عاجزی، اب دعا کا ہی اک آسرا رہ گیا

وقت نے خواہشوں کی کئی بستیاں، یوں تو کرڈالیں پامال اے عابدؔی
بہرِ دیدارِ کعبہ مگر آج بھی، آرزو رہ گئی مدّعا رہ گیا

▲▼▲

حسرتِ طیبہ

(۲)

حسرتِ طیبہ دل میں مکیں ہے مگر، دن وہ قسمت نہ لائے تو میں کیا کروں؟
کارواں حاجیوں کا رواں دیکھ کر، آنکھ آنسو بہائے تو میں کیا کروں؟

روز و شب اور صبح و مسا ہر گھڑی، کر رہا ہوں دعا کعبہ کی دید کی
وائے افسوس بابِ اثر تک مگر یہ دعا جا نہ پائے تو میں کیا کروں؟

پھول، شبنم، ستارے، شجر، چاندنی، فرحتِ دل سکونِ نظر ہے مگر
ارضِ طیبہ کی دل میں ہو ایسی لگن، چین دل کو نہ آئے تو میں کیا کروں؟

موسمِ حج ہر اک سال آتا ہے گر، عزمِ طیبہ مرا بھی ہے راسخ مگر
وہ برس جس کی خاطر ہے دل میں تڑپ، وہ برس جب نہ آئے تو میں کیا کروں؟

اِس حقیقت سے میں بھی ہوں گو باخبر، زیست کے اور بھی ہیں تقاضے مگر
عزمِ کعبہ تصور میں ہے اس طرح، کچھ بھی دل کو نہ بھائے تو میں کیا کروں؟

گرچہ حالات اپنے موافق نہیں، پاس زحتِ سفر کچھ نہیں، پر عطاؔ
آتشِ عشقِ طیبہ جو سینے میں ہے، وہ اگر بجھ نہ پائے تو میں کیا کروں؟

▲▼▲

حسرتِ طیبہ

(۳)

خواہشِ دیدِ کعبہ پھر اس بار بھی وائے افسوس دل میں دبی رہ گئی
قافلہ حاجیوں کا رواں دیکھ کر آنکھ میں آنسوؤں کی جھڑی رہ گئی

حاجیو! ہو مبارک یہ حج کا سفر، سرخرو ہو کے لوٹ آؤ تم اپنے گھر
مجھ کو تو سال بھر اب ہے یہ دیکھنا، جذبۂ دل میں کیا کچھ کمی رہ گئی

پہنچو ارضِ مقدس پہ جب حاجیو، یہ دعا کرنا تم با ادب حاجیو
اس تمنا کی جانب ہو چشمِ کرم، وقت کی دھوپ میں جو جلی رہ گئی

جذبۂ عشقِ طیبہ ہے صادق مرا نیّتِ دل سے میری ہے واقف خدا
اوج پر کل کو ہوگا نصیبہ مرا، بس اِس امّید میں زندگی رہ گئی

دل کسی شے پہ آئے تو کیسے بھلا، لطف جینے کا آئے تو کیونکر یہاں
خواہشِ دیدِ کعبہ کی تکمیل پر، منحصر جب عطا ہر خوشی رہ گئی

▲▼▲

حسرتِ طیبہ

(۴)

اب تو سویا نصیبہ جگا دے
ہم کو مکّہ مدینہ دکھادے

حج کا ہر سال آتا ہے موسم — ابر رحمت برستا ہے پیہم
وائے افسوس اب تک مگر ہم — دل کے دل میں لئے ہیں ارادے

اب تو سویا نصیبہ جگا دے
ہم کو مکّہ مدینہ دکھادے

کچھ بھی کہنا نہیں ہے کسی سے — یہ دعا ہے ہماری تجھی سے
دین کے نور کی روشنی سے — دل کی دنیا کو تو جگمگا دے

اب تو سویا نصیبہ جگا دے
ہم کو مکّہ مدینہ دکھادے

ذکرِ حج لوگ کرنے لگے ہیں — حج کی تیاریوں میں جٹے ہیں
دل کے ارماں دھرے کے دھرے ہیں — اپنی دنیا میں بھی رنگ لادے

اب تو سویا نصیبہ جگا دے
ہم کو مکّہ مدینہ دکھادے

ہم ہیں مجبور، معذور و قاصر — کچھ وسیلہ نہیں ہے بظاہر
تو زمان و مکاں پر ہے قادر — حج اسی سال عطا کو کرادے

اب تو سویا نصیبہ جگا دے
ہم کو مکّہ مدینہ دکھادے

حج مبارک

رحمتِ حق ہوئی جلوہ گر حاجیو
ہو گئی شام رشکِ سحر حاجیو
خود خدا جب ہوا راہ بر حاجیو
کیوں نہ چُومے قدم رہ گزر حاجیو
بخت ہے آپ کا اوج پر حاجیو
ہو مبارک یہ حج کا سفر حاجیو

نورِ تطہیر سے بھر گئی ہے فضا
صوتِ لبیک سے گونجتی ہے فضا
مشک وعنبر میں جیسے بسی ہے فضا
مرحبا مرحبا کہہ رہی ہے فضا
ایسے میں ہے تمہارا گزر حاجیو
ہو مبارک یہ حج کا سفر حاجیو

یاد دنیا کی روکے نہ ہرگز قدم
پاؤں آگے بڑھیں سوئے باب حرم
یہ دعا ہے، خدا کا ہو اتنا کرم
بطنِ مادر سے بچّہ لے جیسے "جنم"
اس طرح آؤ تم لوٹ کر حاجیو
ہو مبارک یہ حج کا سفر حاجیو

حاجیو، ایک شاعر کی ہے التجا
جب بھی ارضِ مقدس کا ہو سامنا
دل کی گہرائی سے مانگنا یہ دعا
جلد آئے وہ دن جب تمہارا عطا
دیکھ لے کاش طیبہ نگر حاجیو
ہو مبارک یہ حج کا سفر حاجیو

▲▼▲

او دین کے مسافر

او دین کے مسافر
او دین کے مسافر

رستوں کی فکر کیسی
رہزن کا خوف کیسا
جب دو جہاں کا خالق
ہے حافظ اور ناصر
او دین کے مسافر
او دین کے مسافر

ہے تیرا کام بڑھنا
سورج کی طرح چڑھنا

آیاتِ زندگی کو
دل کی نظر سے پڑھنا
پرخار وادیوں میں
دیوانہ وار بڑھنا

کچھ مشکلیں ملیں گی
کچھ حادثے ملیں گے
لیکن نہ ہو نمایاں
لغزش کسی قدم سے
اک روشنی ملے گی
امت کو تیرے دم سے
ہر چوٹ ہنس کے سہنا
تبلیغِ حق کی خاطر
او دین کے مسافر
او دین کے مسافر

جو ظلمتوں میں گم ہیں
تو ان کو روشنی دے
محرومِ زندگی کو
پیغامِ زندگی دے

لب خشک ہو رہے ہیں
تُو ان کو تازگی دے

بے خوف ہو کے چلنا
سچائیوں پہ مرنا
رستوں کے پیچ و خم پر
ہر دم نگاہ رکھنا
تجھ پر بھی قرض ہے کچھ
دنیائے آب و گل کا
خلقِ خدا کی خدمت
اپنا شعار کرنا
اللہ ساتھ ہوگا
رہنا تُو بن کے صابر
او دین کے مسافر
او دین کے مسافر

جو کچھ تجھے خدا نے
احکام ہیں سنائے

دنیا کو وہ بتا دے
نقشِ دوئی مٹا دے
سوتوں کو اب جگا دے
حق کا پتہ بتا دے
مقصد پہ حرف تیرے
ہرگز نہ آنے پائے
دیکھ ! آشیانِ وحدت
الحاد میں گیا گھِر
او دین کے مسافر
او دین کے مسافر

▲▼▲

میں مسلمان ہوں

اک مسافر کدہ ہے میری زندگی　　ایک ہی ہے خدا محورِ بندگی
سرورِ دو جہاں سے ہے وابستگی　　نصف ایمان ہے مجھ کو پاکیزگی

میں مسلمان ہوں میں مسلمان ہوں

میرا ہر فعل ہے بے فریب و ریا　　میرا ہر اک عمل ہے عمل باصفا
میرا رہبر ہے محبوبِ رب مصطفیٰ　　میری منزل فقط ہے رضائے خدا

میں مسلمان ہوں میں مسلمان ہوں

میرے ہاتھوں میں توحید کا ہے علم　　ہیں نمازیں مجھے تحفۂ مغتنم
میرے حصے میں روزہ، خدا کا کرم　　ہے زکوٰۃ اور حج بھی شفائے اتم

میں مسلمان ہوں میں مسلمان ہوں

خوف ہے مجھ کو کل کے حسابات کا　　ہے یقیں حشر کے امتحانات کا
میں پیامی ہوں عدل و مساوات کا　　فرق مجھ میں نہیں نسل کا ذات کا

میں مسلمان ہوں میں مسلمان ہوں

پائی قرآن سے رہنمائی عطاؔ　　جانتا ہوں ہر انساں کو بھائی عطاؔ
دل میں رکھتا نہیں ہوں برائی عطاؔ　　سوچتا ہوں میں سب کی بھلائی عطاؔ

میں مسلمان ہوں میں مسلمان ہوں

▲▼▲

پیامِ عمل

اجالے کا علم بردار، اندھیرے کی ضیا ہوجا
خدا کی راہ پر آجا، مسافر دین کا ہوجا

طلب منزل کی صادق ہے تو اوروں کا بھروسہ کیا
تُو ہی رستہ تُو ہی منزل تُو خود ہی رہنما ہوجا

ضرورت ساری دنیا کو ہے تیری رہنمائی کی
تُو قرآں کی صدا ہوجا، مجاہد کی ادا ہوجا

ق

ثبوتِ حق پرستی گرچہ ہے تعمیرِ مسجد بھی
مزہ جب ہے نمازی بن کے تُو حق آشنا ہو جا

بہت دل کش ہیں بام و در جو مسجد کے تو کیا حاصل
نمازی بن کے مسجد کے لئے رونق فزا ہو جا

قدم چومیں گی تیرا منزلیں ہاں شرط اتنی ہے
تُو اب بھی شمعِ حق پر مثلِ پروانہ فدا ہو جا

مواقع قیمتی ہیں یہ، یہی لمحے غنیمت ہیں
سمو کر جذبۂ دل شعر میں زندہ عطا ہو جا

▲▼▲

قابلِ تقلید اپنی زندگانی کیجئے

ساری خلق اللہ پر یاں مہربانی کیجئے
آخرت کے واسطے کچھ جانفشانی کیجئے

تب کہیں ہوگا کمالِ اوجِ ہستی کا ظہور
گرمئی اخلاص سے پتھر کو پانی کیجئے

کر کے اونچا پھر علم ایثار کا' اخلاق کا
پھر جہاں والوں کے دل پر حکمرانی کیجئے

اک نمونہ چھوڑ جائیں نسلِ نو کے واسطے
قابلِ تقلید اپنی زندگانی کیجئے

نظم پہلے کیجئے رختِ سفر کا اے عطاؔ
بعد اس کے شوق سے نقلِ مکانی کیجئے

▲▼▲

وصیتِ مادر

ایک احساں کیا کیجئے گا
مغفرت کی دعا کیجئے گا

غم کا طوفان گھیرے تو گھیرے
راہِ حق پر چلا کیجئے گا

غم کی حالت ہو یا شادمانی
شکر رب کا ادا کیجئے گا

مرتے دم تک نمازیں نہ چھُوٹیں
خیال اس کا رکھا کیجئے گا

علم و دانش کا مخزن یہی ہے
روز قرآں پڑھا کیجئے گا

دین و دنیا کی ہو سرفرازی
کام ایسا کیا کیجئے گا

ہوں عدو یا کہ اپنے پرائے
سب سے مل کے رہا کیجئے گا

میرے بعد ایک پل کے لئے بھی
غم نہ میرا ذرا کیجئے گا

کر رہی ہوں خدا کے حوالے
اُس کا ہی آسرا کیجئے گا

آئے جب بھی کبھی یاد میری
مغفرت کی دعا کیجئے گا

▲▼▲

چند پند سودمند

(بچوں کے لئے)

مرے بچے برائی سے بچو تم
ہمیشہ نیک راہوں پر چلو تم

سنو تو اچھی باتیں ہی سنو تم
کہو تو اچھی باتیں ہی کہو تم

پڑھو، اچھی کتابوں کو پڑھو تم
پڑھو جو کچھ، عمل اس پر کرو تم

حسد، کینہ، تعصب سے بچو تم
ریا سے صاف دل اپنا رکھو تم

جہاں تک ہو، سویرے ہی اٹھو تم
کرو ورزش، صحت والے بنو تم

کبھی تم کام کو کل پر نہ ٹالو
جب آئے وقت، کام اپنا کرو تم

نبھانا جس کا ہو کل تم سے مشکل
نہ ایسا وعدہ بھولے سے کرو تم

کسی کو بھی حقارت سے نہ دیکھو
سبھوں سے پیار کا ناطہ رکھو تم

مسافر ہو کہ وہ گھر کا مکیں ہو
ملو جس سے، محبت سے ملو تم

کسی کے دل کو جس سے ٹھیس پہنچے
ہمیشہ ایسے کاموں سے بچو تم

سبھی خوش ہونگے پاؤ گے دعائیں
عطاؔ کی نظم کے عامل بنو تم

▲▼▲

اے میرے ہم سفر

اے میرے ہم سفر، نہیں مشکل ہے یہ سفر

تاریک رات ہو کہ ہو وہ جلتی دوپہر
رکھ مقصدِ حیات پہ ہر لمحہ تُو نظر
کم مایگی کا اپنی نہ بُھولے سے رنج کر
کیوں ہے اداس دیکھ کے یہ راہ پُر خطر

"لاتقنطو" کو اب بھی بنا اپنا راہ بر
اے میرے ہم سفر، نہیں مشکل ہے یہ سفر

راہِ سفر میں ایسے ٹھکانے بھی آئیں گے
شامل حقیقتوں کے فسانے بھی آئیں گے
ہمدرد بن کے غیر یگانے بھی آئیں گے
رستے سے تجھ کو لوگ ہٹانے بھی آئیں گے

چوکنے کان بھی ہوں، کھلی ہو اگر نظر
اے میرے ہم سفر، نہیں مشکل ہے یہ سفر

لڑ اپنے نفس سے تجھے لڑنا ہی ہو اگر
مرنے کا شوق ہو تو شہیدوں کی موت مر
ڈرنا اگر ہو، مالکِ ارض و سما سے ڈر
کرنا جو کچھ ہو کل، تو اسے آج اٹھ کے کر

کل پر نہ ٹال، آئے گا کل یہ کسے خبر؟
اے میرے ہم سفر، نہیں مشکل ہے یہ سفر

سچ ہے کہ مفسدوں کا ہے لشکر چہار سمت
بڑھنے لگا ہے زورِ ستمگر چہار سمت
قاتل چہار سمت ہیں خنجر چہار سمت
تسلیمؔ راستے میں ہیں پتھر چہار سمت

ہمت نہ ہار، حوصلہ رکھ، چال تیز کر
اے میرے ہم سفر، نہیں مشکل ہے یہ سفر

ہے غرق اب بھی جہل کی ظلمت میں اک جہاں
اوہام کا شکار ہے ہر پیر ہر جواں
اب بھی تلاشِ حق میں بھٹکتا ہے کارواں
علم و عمل کی روشنی گم تُو نے کی کہاں

عالم ہے تو چراغِ عمل اپنا گل نہ کر
اے میرے ہم سفر، نہیں مشکل ہے یہ سفر

▲▼▲

التفات و اعتراف

”عکس عقیدت“ کے حوالے سے اقتباسات

ڈاکٹر عبدالمغنی: عطا عابدی صاحب ایک پُر جوش نوجوان شاعر ہیں۔ ان کا جذبۂ دل اپنے دین اسلام سے وابستہ ہے۔ اس جذبہ و جوش کا اندازہ حمد و نعت پر مشتمل ان کے کلام سے ہوتا ہے۔ بجائے خود یہ بات شاعر کے ایک صالح نوجوان ہونے کا ثبوت ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک اچھے انسان ہیں۔

عطا عابدی صاحب کے کلام کے چند نمونے دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ ایک اچھا شاعر بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں، اس لئے کہ حمد و نعت وغیرہ کے اشعار میں انہوں نے اپنے احساسات و خیالات کا اظہار بالعموم جس سلیقہ فن سے کیا ہے اس سے توقع پیدا ہوتی ہے کہ وہ شاعری کے میدان میں آگے بڑھیں گے۔ (۲۳/مارچ ۹۴ء)

پروفیسر نثار احمد فاروقی: زیر نظر مجموعہ عطا عابدی کے کلام منظوم کا گلدستہ ہے۔ عطا نوجوان ہیں۔ ان کا ذہن تر و تازہ ہے، صحافت کی دنیا میں رہتے ہوئے وہ اپنے چاروں طرف شب و روز کے حوادث سے بھی باخبر رہتے ہیں۔

عطا عابدی کی مذہبی فکر محض کورانہ تقلید نہیں ہے۔ وہ زندگی کے تنگ و تاریک راستوں پر مشعل ایمان لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے ان کی شاعری میں حمد و نعت و منقبت اور دعا و مناجات کا لب و لہجہ محض رسمی نہیں ہے اس کے پیچھے ایک گہری اور سچی خواہش ہے، اپنے معاشرے اور ماحول کو ایمان و اخلاق کے زیور سے آراستہ پیراستہ دیکھنے کی خواہش۔

مجھے امید ہے کہ عطا عابدی کا لب و لہجہ اور نکھرے گا، اس میں رس جس پیدا ہوگا، افکار میں دل کو چھونے والی کیفیت، بلندی اور وسعت بھی پیدا ہوگی۔ انہوں نے جس شاہراہ پر اپنی شاعری کو ڈالا ہے، وہ بہت دور تک جانے والا راستہ ہے، شاید، بشریت کی منزل مقصود تک بھی۔ ان کی کامیابی و کامرانی کے لئے دل سے دعا ہے۔

(۲۰/اپریل ۱۹۹۴ء)

مولانا ابولکلام قاسمی شمسی: ”عکس عقیدت“ کے منظوم کلام جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے، شاعر کی عقیدت کا عکس ہیں۔ ”عکس عقیدت“ کے کلام جہاں فکر و فن کے حسین امتزاج سے مملو ہیں،

وہیں اظہار عقیدت میں توازن اور اعتدال سے کام لیا گیا ہے۔ زبان اتنی سادہ اور سلیس ہے کہ ادب ہی نہیں بلکہ اردو کا ایک عام طالب علم بھی اس سے استفادہ کر سکتا ہے، سرور محسوس کر سکتا ہے اور خدا اور رسول کی تعریف و تحسین نیز دیگر دینی وملّی اعتقاد سے اپنی وابستگی کو مزید استحکام اور توانائی عطا کر سکتا ہے۔

عطا عابدی اردو کے جانے پہچانے اہل قلم اور گونا گوں خصوصیات کے حامل ہیں۔ ان کے مضامین اور منظومات ملک و بیرون ملک کے رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ ان تحریروں سے ان کے صالح فکر، تعمیری ذہن اور حساس قلم کا پتہ چلتا ہے۔ ادارہ راوی (لندن) کی جانب سے منعقدہ نعت گوئی کے عالمی مقابلہ میں ان کو 1992 میں اول انعام سے نوازا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ بھی دیگر اداروں کی جانب سے مختلف نگارشات پر انعامات سے نوازا گیا ہے۔

صحافی کی حیثیت سے عطا عابدی کا نام زیادہ شناسا ہے۔ کئی اردو رسالوں کی ادارت و مشاورت سے وابستہ رہے ہیں۔ جواں سال ہی میں انہوں نے صحافت میں اپنی شناخت بنائی ہے۔ صحافت کی زندگی میں تعمیر و تخریب اور شکست و ریخت کو انہوں نے قریب سے دیکھا ہے۔ تعمیری، صالح اور بیباک صحافت کے ماحول میں انہوں نے اپنے فکر وفن کو پختہ کیا اور اسی سے انہوں نے اپنے لئے زندگی کا بہترین راستہ منتخب کیا، جو ابدی زندگی کا ضامن ہے۔ تصنیف و تالیف کے میدان میں بھی یہ سرگرم ہیں۔ ان کی کچھ کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور کئی کتابیں ترتیب و طباعت کے مراحل میں ہیں۔ کئی علمی وسماجی اداروں سے وابستگی ان کی مزید فعالیت کا ثبوت ہے۔ جناب عابدی فی الوقت بہار ودھان پریشد کے اردو شعبہ سے وابستہ ہیں۔

عطا عابدی کی شاعری نئی شاعری کے باب میں خاصی جانی پہچانی ہے۔ علمی حلقوں میں ان کے کئی اشعار مقبول ہیں۔ ان کے اشعار میں خالات سے باخبری، زندگی کی تفہیم، ماضی سے رشتہ، حال پر نظر اور عرفان ذات پر توجہ خاص طور پر نمایاں ہیں۔ ان کی شاعری پر بھی کئی مضامین مختلف کتب و رسائل میں شائع ہو چکے ہیں۔

امید ہے ''عکس عقیدت''، علمی وادبی حلقوں خصوصاً صالح و تعمیری افکار کے متمنی قارئین کی خصوصی توجہ حاصل کرے گا۔ میری دعائیں اور نیک خواہشات ان کے ساتھ ہیں۔ (۱۲ اکتوبر ۲۰۰۱)

عتیق احمد عتیق (مدیر توازن، مالیگاؤں): ''عکس عقیدت' میں شامل حمدیہ کلام ہو یا نعتیہ یا دیگر موضوعاتی کاوشیں، وہ عکس عقیدت سے بھی کچھ آگے کی چیز، دراصل آپ کے ضمیر کا اجالا ہے جو آپ کے صحیح العقیدہ اور راسخ العقیدہ ہونے پر دال ہے، اس وصف میں کوئی کمی ہوتی تو آپ کا کلام اتنا پاکیزہ اور مطہر نہ ہوتا۔ (مکتوب ۲۱ مارچ ۲۰۰۲)

حاذق ضیائی سہسرامی: ''عکس عقیدت'' کا کلام پڑھا تو کلام میں تازگی، آگہی اور دیدہ وری نظر آئی۔فکر انگیزی کا عالم یہ ہے کہ ''جینے کے لئے مرنا سکھا دینے کا عزم'' آپ کی شاعری کی جان معلوم ہوا۔''فن پر دسترس اور افکار میں آگہی'' آپ کی محض دعا ہی نہیں،اس کا عمدہ نمونہ بھی ہے۔

آپ کی طینت سادہ، فکر پاکیزہ، اسلوب سنجیدہ، دینی حس بیدار، شوکت خیال عمدہ یعنی عہد حاضر کی مغلوبیت اور جدیدیت وغیرہ کی بے سمتی سے خالی، وجد پرور رجحانات لائق ستائش ہیں۔اور کلام کی نغمگی بھی اپنے رنگ کی ہے۔نہ معنویت میں غلو ہے، نہ طرز بیان میں۔مختصر یہ کہ آپ نے اپنے موضوعات کو درست تر اسلامی سانچے میں ڈھالا ہے، گویا تعمیر پسند ادب کا تازہ اور خیال انگیز نمونہ ہے۔ (مکتوب ۱۳/مئی ۲۰۰۲ء)

عبدالرافع: نہ صرف بہار بلکہ ہندوستان بھر کے علمی و ادبی حلقوں کے لئے عابدی صاحب ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔اسلام سے ان کی بڑی گہری وابستگی ہے۔وہ صرف نام کے مسلمان نہیں بلکہ عملاً بھی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اسلام کے تعلق سے ان کے اندر بڑا جوش و جذبہ پایا جاتا ہے اور ''عکس عقیدت'' میں شامل حمد، نعت اور نظموں کے مطالعے سے ہر قاری کو اس کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔انہوں نے اپنے خیالات کو اپنے اشعار میں بڑے سلیقے سے پیش کیا ہے۔اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انہوں نے حمد و نعت کہہ کر صرف رسم نہیں نبھائی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کے اشعار کے اندر گہرائی بھی ہے اور پڑھنے والوں کے لئے ایک پیغام بھی۔

ان کے اشعار کو پڑھ کر قاری پروفیسر نثار احمد فاروقی کے خیال سے یقیناً اتفاق کرے گا۔عابدی صاحب کے افکار و خیالات میں جو گہرائی اور گیرائی ہے اس کی ایک وجہ تو ان کا وسیع مطالعہ ہے اور دوسری وجہ صحافت بھی ہے، جس سے وہ برسوں وابستہ رہے۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ احساس ہوگا کہ وہ ایک باخبر انسان بھی ہیں۔برجستگی، روانی، توازن اور اعتدال عابدی صاحب کے کلام کی چند قابل ذکر خوبیاں ہیں۔حالانکہ ان کی شاعری کی عمر کچھ زیادہ نہیں لیکن اس کے باوجود ان کے خیالات و افکار میں بڑی پختگی ہے۔ (قومی تنظیم، پٹنہ،۱۴ مئی،۲۰۰۲ء)

ڈاکٹر منصور عمر: عطا عابدی نئی نسل کے مستند ادیب و فنکار ہیں۔وہ شاعر بھی ہیں، نثر نگار بھی اور صحافی بھی۔زیر نظر کتاب ''عکس عقیدت'' ان کی حمدیہ، نعتیہ، دعائیہ اور اصلاحی شاعری پر مشتمل ہے۔

عطا عابدی بنیادی طور پر مذہبی آدمی ہیں اس لئے خدا، رسول، صحابہ کرام، بزرگانِ دین اور مذہبی امور و رسومات سے اپنی عقیدت کا اظہار اپنی شاعری میں وقتاً فوقتاً کرتے رہتے ہیں۔جس کی پہلی کڑی کے طور پر ۱۹۸۷ء میں حمدیہ و نعتیہ کلام کا ایک چھوٹا سا مجموعہ ''آئینہ عقیدت'' کے نام سے پیش کر چکے ہیں۔''عکس عقیدت'' اسی سلسلے کی

دوسری کڑی ہے۔ اس کتاب کی ابتدا سورہ فاتحہ کے منظوم ترجمہ سے کی گئی ہے۔

پھر حمد عنوان کے تحت چھ حمدیہ نظمیں پیش کی گئی ہیں۔ جن میں شاعر اپنے خدا کے حضور میں انتہائی عاجزی و انکساری کے ساتھ کھڑا نظر آتا ہے اور خدا کی تعریف میں رطب اللساں ہے۔

''عکس عقیدت'' کی شاعری کی زبان بہت ہی سلیس اور سادہ ہے اور اس کا اسلوب بے حد رواں دواں ہے۔ اس لئے مجھے یہ کہنے میں کوئی تامل نہیں کہ علمی و ادبی حلقوں میں یہ مجموعہ نہ صرف یہ کہ عزت واحترام کی نظر سے دیکھا جائے گا اور شرف قبولیت حاصل کرے گا بلکہ عام قارئین بھی اس سے محظوظ و مستفید ہوں گے۔

(پندرہ روزہ الہدیٰ، دربھنگہ۔ جنوری ۲۰۰۳ء)

عطا عابدی دینی افکار کے حامل، صالح نوجوان ادیب و شاعر ہیں۔ وہ ایک عرصہ تک صحافت سے بھی جڑے رہے ہیں۔ ان کی کئی نثری و شعری کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ عکس عقیدت ۲۰۰۲ میں شائع ہوئی ہے۔ یہ مجموعہ ۷ حمدوں، ۳ حمدیہ نظموں، چھ دعائیہ غزلوں اور نظموں کے علاوہ گیارہ نعتوں، منقبتوں اور دوسری نظموں پر مشتمل ہے۔ عطا عابدی کا دل خدا اور رسول کے عشق سے سرشار ہے۔ وہ اپنی مذہبی شاعری کے ذریعہ شرک و بدعت سے پر تیرو تاریک دنیا میں ایمان کی روشنی پھیلانا چاہتے ہیں۔ (سہ ماہی تمثیل نو، دربھنگہ، اپریل تا ستمبر ۲۰۰۴ء)

ڈاکٹر ظفر مرادآبادی: تقلید تو ہر عام ادیب و شاعر ابتدائی طور پر کرتا ہے لیکن ان میں بھی کچھ ایسے منفرد کردار بھی پیدا ہوتے ہیں جو اپنی خواہش اور خداداد صلاحیت کے سبب اپنے لئے عام روش سے ہٹ کر راستہ بناتے ہوئے نئے نئے چراغ روشن کرتے ہیں جن کی روشنی نہ صرف اپنے عہد میں ممتاز ہوتی ہے بلکہ نئے عہد کے لئے بھی وہ رہنمائی کا فرض انجام دیتے ہیں۔ عطا عابدی ایک ایسے ہی منفرد شاعر ہیں جنھوں نے عام رواج اور رسمیات سے الگ رہ کر نئے شعور کو ابدی قدروں سے روشناس کرانے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کے کلام میں حق آشنائی، صداقت پسندی اور ایمان افروز اقدار پائی جاتی ہیں۔

زیر نظر مجموعہ ''عکس عقیدت'' میں حمد، نعت، مناجات و مناقب کے علاوہ دیگر موضوعاتی منظومات دین اسلام کی ترویج پر مبنی متوازن فکر کی غماز ہیں۔ نعت ان کا خصوصی موضوع ہے۔ جس میں ان کے جذبات غلو سے مملو نہ ہو کر حقیقت پسند فکر سے آراستہ ہیں۔

پروفیسر نثار احمد فاروقی کی رائے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے عہد کے معتبر اہل نظر کو متاثر کر رہے ہیں اور اہل نظر ان کے لئے اچھے جذبات رکھتے ہیں۔ خود انھوں نے اپنی نعت گوئی سے متعلق اظہار کیا ہے کہ۔

عطائے رب سے ہے عشقِ احمد ہے عشقِ احمدؐ سے نعت گوئی
یہ نعت گوئی کا مرتبہ ہے فقط سخن کا ہنر نہیں ہے

اس مختصر لیکن پر اثر مجموعے پر عطا عابدی مبارک باد اور داد تحسین کے مستحق ہیں اور یقین ہے اہل ایمان ان کے صادق جذبات کی یقیناً قدر افزائی کریں گے۔ (ماہنامہ پیش رفت، دہلی، اکتوبر ۲۰۰۳ء)

ڈاکٹر مشتاق احمد: ''عکس عقیدت'' عطا عابدی کا شعری مجموعہ ہے جس میں حمد ونعت، منقبت اور دیگر نظمیں شامل ہیں۔ عطا عابدی جدید منظرنامے کا ایک جانا پہچانا نام ہے۔ جدید قلم کاروں میں وہ ایک پہلودار شخصیتوں کے مالک ہیں۔ وہ بیک وقت ایک صحافی، مضمون نگار، ناقد کے ساتھ ساتھ ایک پاکیزہ ذہن شاعر بھی ہیں۔ اس مجموعہ میں بھی عطا عابدی کے فنی جوہر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ خصوصی طور پر نعت گوئی میں ان کی فکری گہرائی کا پتہ چلتا ہے۔ نعت کا فن پاکیزہ ہونے کے ساتھ ساتھ متوازی ذہن کا بھی تقاضا کرتا ہے۔ مجھے یہاں یہ بات کہنے میں خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ نعت گوئی میں عطا عابدی نے نہ صرف ایک منفرد لب ولہجہ اپنایا ہے بلکہ اپنی روح افزا فکر کو بھی سمونے کی کوشش کی ہے۔

اس مجموعہ کلام میں کئی پر اثر نظمیں ہیں جن کے مطالعہ سے اضطراب دل کو سکون میسر ہوتا ہے۔ ادب کے باذوق قاری کو اس مجموعۂ کلام سے ضرور استفادہ کرنا چاہئے کہ اس میں دین اور دنیا دونوں کی باتیں ہیں۔

(سہ ماہی جہان اردو، دربھنگہ، اکتوبر تا دسمبر، ۲۰۰۲)

مرتضیٰ ساحل تسلیمی: اگر کوئی ایسا شخص جو نہ صرف دین کا حقیقی شعور رکھتا ہو بلکہ عملی زندگی میں ظاہر و باطن کے اعتبار سے مرد مومن ہو تو اس کے زبان و قلم سے صالح افکار ونظریات کا ہی اظہار ہوگا۔ اس کا کہا ہوا معتبر ہوگا اور دوسروں کو بھی متاثر کرے گا اور عطا عابدی صاحب کے لئے میرا یہی احساس ہے۔ وہ عصری لب ولہجہ کے شاعر ہیں۔ لیکن ان کا کلام عموماً رسائل کے حوالے سے اہل اردو تک پہنچتا ہے۔ بحیثیت شاعر ان کے مقام کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مضمون نگار حضرات غزلوں کے بعض اشعار نئی شاعری کے نمائندہ اشعار کے طور پر نقل کرتے ہیں۔

میرے سامنے ان کا شعری مجموعہ ''عکس عقیدت'' ہے جس میں حمد، نعت اور دعا کے علاوہ دینی وملی نظمیں شامل ہیں۔ تعارف وتذکرہ کے عنوان سے مولانا ابوالکلام قاسمی نے بہت مناسب رائے تحریر کی ہے۔

''عکس عقیدت'' کے منظوم کلام جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے شاعر کی عقیدت کا عکس ہیں۔ عکس عقیدت کے کلام جہاں فکر وفن کے حسین امتزاج سے مملو ہیں وہیں اظہار عقیدت میں توازن واعتدال سے کام لیا گیا ہے۔ زبان

اتنی سادہ اور سلیس ہے کہ ادب ہی نہیں بلکہ اردو کا ایک عام طالب علم بھی اس سے استفادہ کر سکتا ہے، سرور محسوس کر سکتا ہے اور خدا ورسول کی تعریف وتحسین نیز دیگر دینی وملی اعتقاد سے اپنی وابستگی کو مزید استحکام اور توانائی عطا کر سکتا ہے۔" (ماہنامہ الحسنات، رام پور، نومبر ۲۰۰۳ء)

کوثر صدیقی: عطا عابدی آج کے ادب میں ایک جانا پہچانا نام ہے۔ ان کے مضامین اور موضوعات ملک اور بیرون ملک کے رسائل جرائد میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ ان کی صلاحیتوں کا کئی اداروں کی جانب سے اعتراف کیا جا چکا ہے۔ ان کی چند کتابیں شائع بھی ہو چکی ہیں۔ عطا عابدی کو حمد ونعت گوئی میں کافی کمال حاصل ہے۔ حمد ونعت کہنا، وہ اتنی بڑی تعداد میں کہ ایک مجموعہ تیار ہو جائے، ہر ایک کے بس کی بات نہیں ہے۔ اس کے لئے شاعر کے دل میں عشق الٰہی اور عشق رسول کا جذبہ موجزن ہونا چاہئے ساتھ ہی شعری عیوب ومحاسن سے بھی واقف ہونا چاہئے۔ عطا عابدی کو خدا نے دونوں صفات عطا کی ہیں۔

خدا اور نبی آخر الزماں کی تعریف وتوصیف بیان کرنا ہر مومن کے ایمان کا حصہ ہے۔ کیونکہ یہ نجات کا ایک وسیلہ ہے۔ لیکن جب ایک شاعر منظوم حمد یا نعت کہتا ہے تو اس سے ذہن میں خدا اور اس کے رسول کی خوشنودی حاصل کرنے کے ساتھ قاری کے ذہن پر اپنی شاعرانہ صلاحیت کا تاثر قائم کرنا اور اس پر بھی روحانی اور وجدانی کیفیت طاری کرنا ہوتا ہے۔ عطا عابدی کی نعتیں اس نقطۂ نظر سے کامیاب ہیں۔

(سہ ماہی کاروان ادب، بھوپال، شمارہ ۸۵_۹، ۲۰۳)

سلیم انصاری: "عکس عقیدت" عطا عابدی کا تازہ شعری مجموعہ ہے جو حمد ونعت، منقبت اور دعا وغیرہ پر مشتمل ہے۔ عطا عابد ی کثیر الجہات تخلیقی صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ حمد ونعت اور منقبت ودعا کے ساتھ انہوں نے غزل اور نظم کو اپنی فکری کاوشوں کے اظہار کا کلیدی وسیلہ بنایا ہے۔ اس کے علاوہ ان کی نثری تحریریں بھی ملک وبیرون ملک کے رسائل واخبارات میں نہایت توجہ سے پڑھی جاتی ہیں۔ اس طرح دیکھیں تو ۱۹۸۰ کے بعد نمایاں طور پر ایوان ادب میں اپنی مضبوط موجودگی درج کرانے والے شعراء میں عطا عابدی کا نام اہمیت کا حامل ہے۔

عکس عقیدت میں شامل حمدیہ اشعار سے عطا عابدی کی صحیح العقیدگی اور صالح فکر ونظر کا اندازہ ہوتا ہے۔ وہ خدا کی تعریف وتوصیف اور بڑائی بیان کرنے کے بعد اس کے حضور نہایت عاجزی وانکساری سے اپنی خود سپردگی کے احساس سے گزرتے ہیں۔

عطا عابدی اس اعتبار سے خوش نصیب ہیں کہ انہوں نے حضرت محمدؐ سے اپنی عقیدت ومحبت کو صحیح تناظر میں

پیش کیا ہے......اور نبوت والوہیت کے درمیان واضح لکیر کھینچنے کی کوشش کی ہے۔بقول ان کے۔

خدا کی ذات و صفات میں تم کبھی کسی کو نہ کرنا شامل
عطاؔ یہ ارفع پیامِ وحدت جو بھولا وہ راہ پر نہیں ہے

عطا عابدی کی نعتوں کے بعض اشعار میں یہ پیغام بھی ہے کہ ہم جب تک رسولؐ کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا رہے، زمانے میں سرخرو رہے۔لہٰذا آج پھر سنت رسول کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ آئندہ نسلوں کی پاکیزہ تہذیب وتربیت کا اہتمام ہو سکے۔عکس عقیدت کی شاعری ذہن ودل کو منور اور معطر کرتی ہے۔اور خدا اور رسول سے ان کی وابستگی کا ثبوت بھی ہے۔اس طرح کی پاکیزہ شاعری کے مطالعے کا شرف حاصل کرنا چاہئے۔

(ماہنامہ آج کل، نئی دہلی، اپریل ۲۰۰۳ء)

رفیق الزماں :اصناف شاعری میں حمد ونعت اہم موضوعات ہیں۔ان کو تقدس، عظمت اور برتری کی تمام منزلیں حاصل ہیں۔

عطا عابدی کے منظوم کلام کا مجموعہ ''عکس عقیدت'' کا مطالعہ کرنے پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ حمد ونعت کے میدان میں انہوں نے جو جست وخیز کی ہے، وہ غیر معمولی ہے۔انہوں نے جیسی حمدیہ ونعتیہ شاعری کی ہے، وہ انہیں اس قبیل کے شاعروں میں ممتاز کر دیتی ہے۔انہوں نے اس راہ میں اپنی تازہ کاری سے گویا ایک نئی فضا کو جنم دیا ہے۔عطا عابدی نے عبد ومعبود کے رشتوں کو ایک نئی معنویت سے روشناس کیا ہے ۔

'عکس عقیدت' کے اشعار ہمارے دل و ذہن کو ایسی آسودگی اور طمانیت بخشتے ہیں جس سے اس دور کی پرخار زندگی میں شگوفہ کھل جاتے ہیں۔ (ماہنامہ، یوجنا، نئی دہلی، ستمبر ۲۰۰۲)

ڈاکٹر تجمل حسین خاں: عطا عابدی نے دین اسلام کے جذبے کے تحت اور حدود شریعت کی پاسداری کرتے ہوئے یہ سب منظوم کلام لکھا ہے۔اس کلام کو پڑھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ انہوں نے زندگی کی تعمیر وتخریب اور شکست و ریخت کو بہت نزدیک سے دیکھا ہے۔یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں جذبہ واحساس کی شدت نظر آتی ہے۔انہوں نے حمد اور نعت میں مبالغہ آرائی سے گریز کیا ہے۔ان کا لب ولہجہ رسمی نوعیت کا نہیں ہے بلکہ اس کے پس پشت وہ اپنے معاشرے اور ماحول کو ایمان واخلاق کے زیور سے آراستہ دیکھنے کے خواہاں نظر آتے ہیں۔

عطا عابدی ایک صحافی ہیں۔انہوں نے تعمیری، صالح اور بے باک صحافت کے ماحول میں اپنے فکر وفن کو پختہ کیا ہے۔عطا عابدی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی مدح سرائی ایسے انداز میں کی ہے کہ جس

سے ان کے خیالات اور ذہن کی پاکیزگی کا احساس ہوتا ہے۔ ان کی نعتوں میں عقیدت اور نرمی کے علاوہ ایک خاص قسم کا جوش بھی پایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے سہل اور آسان زبان کو آج کے ماحول کے مطابق اپنے کلام میں استعمال کیا ہے۔ غرض کہ یہ مجموعہ لائق توجہ اور تحسین ہے۔ اس میں فکر و فن کا ایک عمدہ امتزاج ہے۔ زبان اتنی سلیس اور سادہ ہے کہ ایک عام آدمی اس کو پڑھ کر سرور حاصل کر سکتا ہے۔ (کتاب نما، دہلی، مئی ۲۰۰۲)

سرور یوسف: ابھی چند ماہ قبل عطا عابدی کے منظوم کلام کا مجموعہ ''عکس عقیدت'' شائع ہوا ہے۔ اس سے قبل ۱۹۸۷ء میں بھی ان کا ایک مجموعہ ''آئینہ عقیدت'' شائع ہو کر مقبول عام ہو چکا ہے۔ انکساری، ملنساری، خلوص اور محبت کو یکجا کیا جائے تو ذہن میں جو خاکہ بنتا ہے، جو تصویر ابھرتی ہے وہ عطا عابدی کی ہے۔ عطا عابدی اردو کے جانے پہچانے قلم کار ہیں۔ ان کے مضامین اور کلام ہند و پاک کے رسائل کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ انہیں جتنا عبور نثر پر حاصل ہے اتنا ہی نظم پر بھی گرفت رکھتے ہیں۔

نظم، غزل اور کیفیت کی تخلیق بھی کم دقت طلب نہیں ہے لیکن سیرت نگاری آسان کام نہیں۔ عطا عابدی نے منظوم کلام میں مبالغہ آرائی سے گریز کیا ہے۔ ان کی حمد، نعت اور دعا میں بے اعتدالی نہیں ملتی ہے۔

عطا عابدی نے اپنے منظوم میں ثقیل اور دقیق ترکیب اور الفاظ استعمال نہیں کئے ہیں اور موجودہ دور کے مطابق اپنے کلام کو آسان بنایا ہے۔ ''عکس عقیدت'' میں ایک مقصد، ایک فکر ہے جو انہیں دوسرے بہترین منظوم نگاروں کی صف میں کھڑا کرتی ہے۔ (ماہنامہ افکار ملی، دہلی، جون ۲۰۰۲ء)

مولانا عبدالباری خاں کاوش: ایک صحافی کی حیثیت سے عطا عابدی ہند و پاک کی ایک جانی پہچانی شخصیت کا نام ہے۔ عنفوان شباب ہی سے آپ نے میدان صحافت میں اپنا ایک منفرد مقام بنا لیا ہے۔ آپ اردو کے کئی رسائل کی ادارت سے وابستہ ہیں، تالیف و تصنیف سے بھی آپ کو دلچسپی ہے۔ آپ کی تصنیف کردہ کچھ کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور کچھ زیر طباعت ہیں، آپ کے منظوم کلام کا ایک مجموعہ آئینہ عقیدت ۱۹۸۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔ ''عکس عقیدت'' دوسرا مجموعہ کلام ہے جو ۲۰۰۲ء میں طبع ہوا ہے۔ اس مجموعہ کلام کا ہر شعر بانگ دہل یہ اعلان کر رہا ہے کہ ''عکس عقیدت'' کے شاعر کا جذبۂ دل دین اسلام سے وابستہ ہے، ان کے کلام میں فکر و فن کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے، اظہار عقیدت میں حدود اعتدال و توازن کا بخوبی لحاظ رکھا گیا ہے۔ زبان بھی آسان، سادہ اور سلیس ہے۔ عطا عابدی کے کئی اشعار علمی و ادبی حلقوں میں کافی مشہور و مقبول ہیں۔

(ماہنامہ ضیاء وجیہ، رام پور، ستمبر ۲۰۰۲ء)

اظہر نیر: ''عکس عقیدت'' مشہور شاعر، ادیب وصحافی جناب عطا عابدی کی حمدیہ و نعتیہ شاعری اور دیگر اسلامی و اصلاحی نظموں کا دوسرا مجموعہ ہے۔ حصہ کلام کا آغاز سورۂ فاتحہ کے منظوم ترجمہ سے ہوتا ہے۔ سادہ و سلیس زبان کی مثال اس منظوم ترجمہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔ حمدیہ نظموں میں عطا عابدی خدائے واحد کی ذات و صفات کا اظہار بہت ہی سنجیدہ، شائستہ اور واضح طور پر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ شمع یقیں کے عنوان سے نظمیں حوصلہ شکن اور صبر آزما حالات میں بھی ثابت قدم رہنے کی تلقین اور ترغیب دیتی ہیں۔ دعائیہ نظموں میں بھی شاعر کی انفرادیت اپنا احساس دلاتی ہے۔ اشعار ملاحظہ کیجئے اور شاعر کے جذبات کی پاکیزگی، تمکنت اور قناعت کو داد دیجئے۔

نعت کے بارے میں اکثر اہل نظر کا کہنا ہے کہ یہ ایک امتحان کے مترادف ہے، عطا عابدی کی نعتیہ نظموں کے ہر شعر سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاعر کو اپنی ذمہ داریوں کا بخوبی احساس ہے۔ نظمیں اور تضمینات نہ صرف اسلامی جوش و جذبہ کو پروان چڑھاتی ہیں بلکہ زندگی کو عزم و عمل کی راہوں پر بھی گامزن کرتی ہیں۔

(قرطاس، ناگپور اگست ستمبر ۲۰۰۳ رقومی تنظیم پٹنہ، ۴ر جولائی ۲۰۰۵ء)

مولانا عمر فاروق قاسمی: علم و ادب اور شعری کہکشاں کی دنیا میں عطا عابدی ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جس کا ذہن تازہ، فکر بلند، جذبۂ عشق نبوی سے سرشار اور خود اخلاقی قدروں کے محافظ ہونے کے ساتھ ساتھ فن شاعری میں بھی اونچا مقام رکھتے ہیں۔ زیر تبصرہ کتاب ''عکس عقیدت'' حمد و نعت، دعائیں اور دوسرے اسلامی عناوین پر مشتمل ہے۔ سلیس زبان، عمدہ تعبیرات سے متصف یہ کتاب اس لئے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ نعت گوئی، حمد باری میں اظہار عقیدت کے وقت عام غلو پسند شعراء کی طرح عابدی صاحب نے حد اعتدال سے تجاوز نہیں کیا ہے بلکہ عدل و انصاف کا ترازو لیکر خالق و مخلوق کے درمیان فرق کو ملحوظ رکھا ہے۔ مجموعی لحاظ سے اس کتاب کی تمام نظمیں، دعائیں، نعتیں پڑھنے کے قابل ہیں۔

(سہ ماہی ندائے بصیرت، ململ، مدھوبنی دسمبر ۲۰۰۳ تا فروری ۲۰۰۴)

ادارہ دعوت عطا عابدی کے زیر نظر مجموعہ کلام ''عکس عقیدت'' سے ان کے اسلامی تہذیب اور اخلاقی اقدار سے والہانہ لگاؤ، جوش و جذبہ اور پیغمبر رسولؐ سے عقیدت کی عکاسی ہوتی ہے۔ عطا عابدی چھوٹی اور طویل دونوں بحروں میں شاعری کرتے ہیں۔ اس کے نمونے حمد و نعت، منقبت اور دعا و مناجات پر مشتمل ان کے مذکورہ مجموعہ میں جا بجا موجود ہیں۔ جہاں تک ان کی شاعرانہ استعداد کا سوال ہے تو بقول ڈاکٹر عبدالمغنی وہ ایک اچھا شاعر بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

(سہ روزہ دعوت، دہلی۔ یکم اکتوبر ۲۰۰۲)

تعارف

نام: محمد عطا حسین انصاری قلمی نام: عطا عابدی

والد: عابد حسین انصاری مرحوم

والدہ: سائرہ خاتون مرحومہ

تعلیم: ایم اے اردو، پی ایچ ڈی (جاری)

ملازمت: بہار پبلک سروس کمیشن کی سفارش پر بہار ودھان پریشد کے ایڈمنسٹریٹو آفیسر (اردو) کے عہدہ پر ۲۱ جنوری ۱۹۹۷ء سے فائز

صحافتی وابستگی (سابقہ / موجودہ):

(۱) پندرہ روزہ مسافر، بلمل (مدھوبنی)۔ مدیر اعلیٰ

(۲) ماہنامہ افکار ملی دہلی۔ سب ایڈیٹر (۳) رسالہ رفتار نو، دربھنگہ۔ رکن مجلس ادارت

(۴) رسالہ تحفہ ادب، دربھنگہ۔ مدیر اعزازی (۵) ماہنامہ لمحہ فکریہ، نئی دہلی۔ رکن مجلس مشاورت

(۶) ماہنامہ بچوں کی دنیا، گیا۔ رکن مجلس مشاورت (۷) سالہ ادب، دربھنگہ۔ رکن مجلس مشاورت

(۸) ماہنامہ تارے زمیں کے، گیا۔ رکن مجلس مشاورت (۹) ماہنامہ اطفال ادب، گیا۔ رکن مجلس مشاورت

(۱۰) ترجمان عظیم آباد، پٹنہ۔ معاون ادارت (۱۱) سہ ماہی ندائے بصیرت، بلمل (مدھوبنی)۔ رکن مجلس مشاورت اعزازی مجلس مشاورت

(۱۲) ماہنامہ معلم اردو لکھنو۔ مبصر (۱۳) پندرہ روزہ ظہور اسلام، سری نگر۔ مبصر

سماجی ثقافتی وتدریسی وابستگی (سابقہ / موجودہ):

(۱) مدرسہ چشمۂ فیض بلمل۔ معلم (۲) انجمن فیض المسلمین برہولیا۔ جنرل سکریٹری

(۳) نوری اردو مرکز، برہولیا، دربھنگہ۔ سرپرست

(۴)حلقۂ فکروفن، دربھنگہ۔سکریٹری نشرواشاعت (۵)حلقۂ فکروفن، دہلی۔جنرل سکریٹری

(۶) نبی بخش لائبریری، دربھنگہ۔سرپرست (۷) مکتبہ افکار، دربھنگہ۔نگراں

(۸)انجمن طلبہ مدرسہ چشمۂ فیض ململ۔سرپرست

اعزازات :

☆راوی (لندن) کے عالمی نعتیہ مقابلہ میں پہلا اور خصوصی انعام

☆راشٹریہ سہارا نوئیڈا کے موضوعی افسانوی مقابلہ میں دوسرا انعام

☆انٹرنیشنل جریدہ، ٹائمس (دہلی) کے مضمون نگاری مقابلہ میں دوسرا انعام

☆ادارہ بابی پیلی بھیت، کے طرحی غزلیہ مقابلہ میں پہلا انعام

☆مجموعۂ غزلیات ''بیاض'' پر بہار اردو اکادمی، پٹنہ کا دوسرا انعام

شمولیت کتب:انتخاب وتذکرہ/تاریخ وتحقیق :

۱۔غنچہ، سیریز۔۱(بچوں کے لئے منتخب کہانیاں)/ڈاکٹر محمد کلیم الدین/۱۹۹۲

۲۔ہائیکو۔تنقیدی جائزہ/ڈاکٹر رفعت اختر/۱۹۹۳

۳۔امنگ کی منتخب کہانیاں/اردو اکادمی، دہلی/۱۹۹۵

۴۔روحِ غزل (غزلوں کا پچاس سالہ انتخاب/ڈاکٹر مظفر حنفی/۱۹۹۵

۵۔مئے گسارانِ غزل/سیّد اکبر اعظم، منوّر اعظم/۱۹۹۵

۶۔شہنشہ کونینؐ (انتخاب نعت)/رواجہ سحری/۱۹۹۶

۷۔بہار میں جدید غزل/ڈاکٹر عطاالله خاں علوی/۱۹۹۸

۸۔قرطاس (۱۹۹۹ کی منتخب غزلیں)/ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی، شاہد نعیم/۲۰۰۰

۹۔جواز وانتخاب/ڈاکٹر کوثر مظہری/۲۰۰۱

۱۰۔رفتگاں وقائماں/ڈاکٹر حافظ عبدالمنان طرزی/۲۰۰۱

۱۱۔اکیسویں صدی کی شاعری/ڈاکٹر شاہینہ تبسم، عبدالقادر/۲۰۰۲ء

۱۲۔پیغام یکجہتی (منتخب نظمیں)/عثمان شاہد/۲۰۰۳

۱۳۔تاریخ ادب اردو، جلد۔۳/ڈاکٹر وہاب اشرفی/۲۰۰۶

۱۴۔ آئینہ (بچوں کی منتخب نظمیں) رعثمان شاہد ر ۲۰۰۷

۱۵۔ آہنگ غزل (منظوم) رعبدالمنان طرزی ر ۲۰۰۷ء

۱۶۔ بہار میں اردو شاعری۔ ۱۹۸۰ء کے بعد رڈاکٹر صوفیہ پروین ر ۲۰۰۷ء

کتابیں :

تصنیف: (۱) آئینۂ عقیدت (۲) عکسِ عقیدت (۳) بیاض (۴) مطالعے سے آگے

(۵) افکارِ عقیدت (۶) مناظرے مذکر و مؤنث کے

ترتیب: (۱) تشکیل و تعبیر (۲) فصل آگہی (۳) عکسِ اشک

غیر مطبوعہ: نوشتِ نوا (غزلیں) رتحریرات (مضامین) رکتابستان (تبصرے)

سقوطِ ماسکو اور ترقی پسند ادب (تحریری مذاکرہ) رزندگی، زندگی اور زندگی (نظمیں)

ایک لمحہ گیا اور صدی چھن گئی (غزلیات، رباعیات، قطعات)

مکالمات (انٹرویوز) رلمحاتِ فکر (ماہنامہ لمحہ فکریہ دہلی اور سہ ماہی ندائے بصیرت ململ میں شائع کالم)

شخصیات (شخصی و تاثراتی مضامین)

پتے: (مستقل / موجودہ)

☆ ''بیت العطا'' محلہ فقیراخاں، اردو بازار، دربھنگہ ۸۴۶۰۰۴ (بہار)

☆ مقام و پوسٹ برہولیا، ضلع دربھنگہ، ۸۴۷۱۰۶ (بہار)

☆ معرفت بک امپوریم، سبزی باغ، پٹنہ ۸۰۰۰۰۴ (بہار)

موبائل: ۹۹۳۴۲۹۶۷۷۳

▲▼▲